بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

فضل اللقا

تصنیف لطیف
سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم
ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوَ

اَللّٰهُ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ[1] ط لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ ط

نعت

صاحب نبوت نبی پیشوای اُمت و شفیع اشرف الانبیا حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

امابعد میگوید بندہ باہوؒ فنافی ھو سروری قادری ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شورکوٹ چند کلمات نص و حدیث آیات کہ ہر طالب مرید قادری فرض عین است کہ اوّل این رسالہ را از ابتداء و انتہا در مطالعہ آوردہ طریق تحقیق کند و در باطن باتوفیق شود و سلک قادریہ معلوم آنچہ از عطا اللہ حیّ و قیوم کُل وجز از کنہ کن فیکون علم ظاہر و باطن و دفتر کتابہا در یک نقطہ آوردہ و تمام معرفت فقر بُردہ و این رسالہ در زمانہ بادشاہ اسلام شاہ اورنگ زیب مرحوم تصنیف یافت و این رسالہ را فضل اللقاء نام نہادہ شد و عیان الفقر خطاب دادہ شد کہ یک روز مطالعہ این رسالہ بہتر است از ریاضت صد سالہ از آنکہ از ریاضت سرّ مقام است و ازین مطالعہ دریافتن معرفت وحدت تمام است۔ اگر بر ھوا پری مراتب مگس است و اگر بر آب روی، مراتب خس است و اگر دِل بدست آری، مراتب ہوس است۔ عین بعین غرق فنافی اللہ نفس فنا روح بقا مشرف بقا اللہ بس است۔

[1] سورۃ آل عمران، ۳ : ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور عاقبت کا نیک انجام متقی لوگوں کے لیے ہے اور درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول محمدؐ پر اور آپؐ کی تمام آل پر اور تمام اصحاب پر اور تمام اہل بیت پر۔

اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کا تھامنے والا۔ دونوں جہانوں میں کوئی نہیں ہے سوائے اللہ کی ذات کے۔

نعت

صاحب نبوت، پیشوائے اُمت، شفیع اشرف، اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ واہل بیتہٖ واتباعہٖ اجمعین کی نعت کے بعد بندہ باہوؒ فنافی ھو سروری قادری ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ عرض پرداز ہے کہ یہ چند کلمات نص و حدیث و آیات کے مطابق جمع کیے گئے ہیں قادری طالب مرید پر فرض عین ہے کہ پہلے اس رسالے کو شروع سے لے کر آخر تک مطالعہ کرتے ہوئے تحقیق کے طریق کو اختیار کرے اور باطن میں باتوفیق ہو جائے۔

سلسلۂ قادریہ کو اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم سے جو کچھ عطا ہوا ہے کن فیکون کے کنہ سے کل وجز، علم ظاہری اور باطنی اور کتابوں کے دفتر کے دفتر اور تمام معرفت فقر کو اس ایک نقطے میں لاکر اس رسالہ کا نام فضل اللقاء رکھا۔ یہ رسالہ بادشاہِ اسلام اورنگ زیب (عالمگیر) کے زمانہ میں لکھا گیا۔ اس رسالے کو عیان الفقر کا خطاب دیا گیا، کیونکہ اس رسالے کا ایک دن کا مطالعہ سو سال کی ریاضت سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ ریاضت سے مقام سرّ اور اُس کے مطالعہ سے پوری معرفت اور کامل وحدت معلوم ہوتی ہے۔ اگر تو ہوا پر اُڑے تو مکھی کا سا مرتبہ ہے اور اگر پانی پر چلے، تو تنکے کا سا مرتبہ ہے اور اگر تو دل ہاتھ میں لائے تو ہوس کا

بیت

لایقی باشد لقا از خود فنا   کور چشمی کی بہ بیند سر ھوا



انیست مراتب صدق بالیقین تصدیق تحقیق از طریق توفیق۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط [1]

وتوفیق آنرا گویند کہ درحیات مرتبۂ ممات دریابد و روحانی در بہشت رود و یا مشرّف دیدار گردد۔ روا است کہ روحانی اولیاء اللہ را مطلق مرتبۂ غرق توحید معرفت وحدت ربوبیت دیدار لقا است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط [2]

لقا دیدار غرق شدن بوحدانیت نور بمدِ نظر جمالیت رحمت اللہ منظور انیست مراتب حضور ؎

بیت

صد شکر بمردم رسیدم غرق نور   مثل بستہ کی تواند باحضور

[1] سورۃ ھود، ۱۱ : ۸۸

[2] سورۃ یونس، ۱۸ : ۶۱

مرتبہ ہے۔ عین بعین غرق فنا فی اللہ، فانی نفس، بقاء الروح اور شرف بلقاء الٰہی ہونا کافی ہے۔

بیت

لقائے الٰہی اس کے لائق ہے جو فنا فی اللہ ہو جائے۔ آنکھوں کا اندھا نفسانی خواہشات سے بھلا کب کوئی شے دیکھ سکتا ہے یعنی جو خود فنا ہو جائے، وہ اسرارِ الٰہی سے واقف ہو کر معرفت تمام حاصل کر سکتا ہے۔

یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو توفیقِ الٰہی کے طریق سے صاحب تصدیق تحقیق ہو اور صدق یقین رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی بن آتا ہے۔"

اور توفیق اس بات کا نام ہے کہ زندگی میں ممات کے درجے مِل جائیں اور روحانی بہشت میں جائے یا مشرّفِ دیدار ہو، اور (یہ) جائز ہے، کیونکہ روحانی اولیاء اللہ کو مطلق غرق فی التوحید کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اُسے معرفتِ وحدت ربوبیت اور دیدار لقائے الٰہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"بیشک اولیاء اللہ کو نہ ڈر ہے نہ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

لقائے دیدار کیا ہے؟ نورِ وحدت میں غرق ہونا اور رحمت الٰہی کی جمالیت کو مدِ نظر رکھنا۔ یہ مراتب حضور کے ہیں ؎

بیت

خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مر کر (فنا فی اللہ ہو کر) غرق نور ہو گیا۔ ظاہری علم و فضل کے بستہ باندھنے والے بھلا کب اہل حضور ہو سکتے ہیں؟

علم ظاہر خواندن از برای این ضرور است کہ علم ظاہر دلالت کند بباطن معرفت اللہ حضوری ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [1]

وآنچہ در قرآن است کلماتِ ربّانی دلالت کند بتوحید حضوری کہ ثوابِ سبحانی و بی حجاب کلماتِ ربّانی در بیان قلم تحریر و تقریر نگنجد ۔ چنانچہ

قولہٗ تعالیٰ :۔

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا [2]

ابیات

دل ز دیدارش شدہ روشن آگاہ — اہلِ دل را شد بدیدارش اِلٰہ

گفتم ای دل دیدہ دیدار خدا — گفت دل دیدم بکرمِ مصطفیٰؐ

قلب با یمن است قالب غرقِ نور — شُد بدیدارش مراتب حق حضور

آنچہ می بینم بہ بینم روح و دل — بی خبر این جثّہ از مشتِ گل

قولہٗ تعالیٰ :۔

[1] سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۱

[2] سورۃ الکہف، ۱۸ : ۱۰۹

ظاہری علم پڑھنا اس واسطے ضروری ہے کہ یہ باطن میں معرفتِ الٰہی کی حضوری پر دلالت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے لے گیا۔"

اور قرآن شریف میں جو کچھ کلمات ربّانی ہیں، وہ توحید الٰہی پر دلیل ہیں سبحانی ثواب اور بے حجاب کلماتِ ربّانی تحریر و تقریر کی زبان قلم میں نہیں سما سکتے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اے محمدؐ! کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں کہ ان سے میرے رب کی باتیں لکھی جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربّی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آجائیں۔"

ابیات

(ہمارا) دل اس کے دیدار سے روشن اور خبردار ہو گیا ہے۔ اہل دل کو اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ اپنا دیدار دکھا دیتا ہے۔

میں نے (حبیب) کہا کہ اے دل! تو نے دیدار خدا دیکھا، تو میرے دل نے کہا ہاں میں نے دیدار الٰہی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کرم و صدقہ سے دیکھا ہے۔

میرا قلب (اس کے شکر میں) خوش و خرم ہے اور میرا جسم غرقِ نور ہے اور مجھ کو اس کے دیدار سے مراتب حق حضوری حاصل ہیں۔

میں جو کچھ دیکھتا ہوں، میں روح و دل کو دیکھتا ہوں۔ اس حقیقت سے یہ جثۂ مشتِ گل بے خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا [1] پس فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ماسوی اللہ متوجہ شدن غرق فنا فی اللہ بقا است۔

ابیات

دیدہ بہر از دیدن دیدار حق	ہر کہ بیند غیر حق باطل بی شک
گر بپوشم حق ز حق کافر شوم	از احاطہ معرفت بیرون روم
از دیدۂ دل دیدار بینم بی مثل	کی تواند بستہ صورت بی مثل
ہر کہ گوید بستہ ام کافر شود	از حقیقت معرفت منکر شود
ہر کرا باشد حضوری باحضور	غرق فی التوحید وحدت ذات نور
رفت نفس و قلب و روح و سرّ بین	علم الیقین عین الیقین، حق الیقین
طاعتش بردار مہد از تا لحد	این مراتب عارفان لاحد وعد
اوّل چہ بودم آخر راہ ونشان	اوّل آخر با یکی زان یک بدان

[1] سورۃ الکہف، ۱۸ : ۱۱۰

"سو پھر جس کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، سو وہ کچھ نیک کام کرے، اور کسی ایک کو اپنے رب کی بندگی میں شریک نہ بنائیے۔"

پس عمل صالح یہ ہے کہ غیر خدا کو بھلا کر غرق فنا فی اللہ ہو جائے۔

ابیات

(درحقیقت) یہ آنکھیں دیدار حق دیکھنے کے واسطے ہیں۔ (پس) جو کوئی غیر حق کو دیکھتا ہے، وہ بیشک باطل ہے۔

اگر میں حق کو حق سے چھپاؤں، تو میں کافر ہو جاؤں (اور پھر) میں معرفت الٰہی کے کے احاطہ سے باہر نکل جاؤں گا یعنی میں ہر جگہ حق اور حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہوں۔

میں اپنے دیدۂ دل سے بے مثل دیدار الٰہی دیکھتا ہوں۔ بھلا صورت کا خیال اور تصور باندھنے والے کب بے مثل ہو سکتے ہیں؟

جو شخص کہ یہ کہتا ہے کہ میں بندھا ہوا ہوں، کافر ہو جاتا ہے اور وہ معرفت الٰہی کی حقیقت سے منکر ہو جاتا ہے۔

جس کو (خوش نصیبی سے) "حضوری باحضور" حاصل ہو، وہ غرق توحید ہو کر وحدت نور ذات حاصل کر لیتا ہے۔

جب نفس چلا گیا، تو پھر تو قلب و روح اور سرّ کا مشاہدہ کر یعنی جب تجھ کو فنائے ذات الٰہی حاصل ہو گئی، تو پھر علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین کی دولت لازوال و بے مثال حاصل کر۔

تو پنگھوڑے سے قبر تک یعنی پیدا ہونے سے مرتے دم تک اس کی اطاعت و عبادت کر، کیونکہ عارفین کے یہ مراتب بے حد و بے حساب ہیں۔

میں اوّل میں کیا تھا اور تو میرے آخر و انجام کا کچھ نشان تو بتا۔ (در اصل) اوّل و آخر

دیده ام دریافتم بینم دوام
معرفت توحید فقرش شُد تمام

اینست مراتب روحانی بعین العیانی قلب نور شد و نفس فانی جسم باسم اللّٰہ ذات فی التوحید ربّانی لامکانی ۔

ابیات

می بر آید جان جانش نو دمید — لائق دیدار شُد با حق رسید

شُد مشرّف روز و شب عارف خدا — دائمی معراج وحدت حق لقاء

مُردہ دل را جان ز دل بیند حیات — این مراتب حاضرات از اسم اللّٰہ ذات

معرفت موت است موت از معرفت — مُردہ دِل زندہ کند عیسیٰؑ صفت

آن چنان روحی دگر جانی دگر
جاودانی عارفان در یک نظر



پس معلوم شد که علمای عامل باللّٰہ و فقیر کامل فی اللّٰہ را حیات و ممات یکی است قبر و خانہ یکی، خواب و بیداری یکی، مستی و ہشیاری یکی، گرسنگی و سیری یکی، مجاهدہ و مشاهدہ یکی، گویائی و خاموشی یکی، که بگذرد از بیان و برسد بعیان و بگذرد از جان و برسد لامکان ۔

سب ایک ہی ہے، تو اس کو ایک ہی تصور کر۔

میں نے (سب کچھ) دیکھا ہے اور دریافت کر لیا ہے اور میں ہمیشہ مشاہدہ کرتا ہوں، توحید کی معرفت اور اس کا فقر تمام (پورا) ہو گیا۔

یہ مراتب اس روحانی شخص کے ہیں، جو عین العیانی ہو اور جس کا قلب نورانی اور نفس فانی ہو اور (جسم اسم اللّٰہ ذات کے سبب توحید ربّانی لامکانی میں محو ہو گیا ہو۔

ابیات

اسکی جان جان اس کو حاصل ہوتی ہے اور وہ از سر نو چمکتا اور روشن ہوتا ہے جو لائق دیدار الٰہی ہو کر حق تک پہنچ جائے۔

عارف خداوند تعالیٰ سے روز و شب مشرف ہوتا ہے (اور) دائمی معراج حاصل کر کے وحدتِ حق کی لِقا (ملاقات و وصال) سے مشرف ہوتا ہے۔

مُردہ دِل کی جان دل سے (اپنی) زندگی کا مشاہدہ کرتی ہے۔ یہ مراتب "حاضرات اسم اللّٰہ ذات" سے حاصل ہوتے ہیں۔

(دراصل) معرفت موت ہے (اور) معرفت موت سے ہے۔ مُردہ دل کو (معرفت الٰہی) حضرت عیسیٰؑ کی طرح زندہ کر دیتی ہے۔

وہ ایسی روح دوسری ہے (اور) وہ جان دوسری ہے۔ عارفوں کو حیات جاودانی ایک نظر میں حاصل ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ علمائے عامل باللّٰہ اور فقیر کامل فی اللّٰہ کے لیے حیات و ممات ایک ہی ہے (نیز) ان کے لیے قبر اور گھر، خواب اور بیداری، مستی و ہوشیاری، بھوک اور سیری، مجاہدہ اور مشاہدہ اور بولنا اور خاموش رہنا یکساں ہے، کیونکہ وہ بیان سے گزر کر عیان پر پہنچ جاتے ہیں اور جان سے گزر کر لامکان پر چلے جاتے ہیں۔

اینست مراتب ابتدای قادری، ای ناسوت پریشان ہر طریقہ را انتہا بہ ابتدای قادری ہرگز نمی رسد و ہر کہ دعویٰ کند برسد دروغگو و کاذب مادر زاد۔ کور اہل حجاب۔ فقیر آنچہ گوید از حساب نہ از حسد۔ بدانکہ مراتب سہ اند۔ اوّل تقلید و دوم توحید و سیوم فنا فی اللہ غرق فی التوحید از خود فنا مشرف بقا نہ از اہل تقلید۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[1]

کامل قادری طالب و مرید را با ذکر فکر علم تعلیم تلقین کند کہ با توجہ روز اوّل طالب مرید را در معرفت اِلَّا اللّٰہ غرق کند و مجلس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات بحضور مشرّف گرداند۔ قادری کہ بدین صفت موصوف نباشد، آنرا کامل قادری نتوان خواند۔

ابیات

علم با تصدیق از توفیق جو !! — علم با تحقیق از تصدیق گو

علم را عزت شدہ با حق سخن — کن مطالعہ علم را در لوح کن

علم بہر از معرفت وحدت خدا — باز دارد از گناہان و از ہوا

علم بہری از ادب صدق و صفا — زر بگیرد و میفروشد بی حیا



۱؎ سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲

قادری کے یہ مراتب ابتدائی مراتب ہیں۔ اے پریشان ناسوتی! ہر ایک طریقہ کی انتہا قادری کی ابتداء کا بھی ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی اور جو شخص کہ دعویٰ کرے کہ مقابلہ کر سکتی ہے (سمجھ لو کہ) وہ جھوٹا اور کاذب، اہل حجاب اور مادر زاد اندھا ہے۔ جو کچھ یہ فقیر (باہوؒ) کہتا ہے، (سچ مچ) کسی حساب سے کہتا ہے، یعنی یہ کوئی حسد کی وجہ سے نہیں کہتا۔

اے طالب! جان لے کہ مراتب تین ہیں۔ اوّل تقلید، دوم توحید اور سوم فنا فی اللہ غرق فی التوحید یعنی اپنے آپ سے فنا ہو کر مشرف بلقاء ہونا، جو اہل تقلید کو نصیب نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔"

کامل قادری پہلے ہی روز طالب اور مرید کو ذکر فکر کے ساتھ تعلیم علم کی تلقین کرتا ہے اور توجہ سے معرفت الا اللہ میں غرق اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سرورِ کائنات سے مشرّف حضور کر دیتا ہے۔ جو قادری ان صفات سے متصف نہ ہو، اُسے کامل قادری نہیں کہا جا سکتا۔

ابیات

علم تصدیق کے ساتھ توفیق الٰہی سے ڈھونڈ (اور) علم تحقیق کے ساتھ اور تصدیق سے بیان کر۔

علم کی عزت حق بات بیان کرنے میں ہے۔ تو علم کا مطالعہ کر اور اس کو لوح (سینہ) پر رکھ یعنی علم پڑھ کر یاد رکھ۔ فراموش نہ کر۔

(حقیقت میں) علم معرفت الٰہی کے واسطے ہے اور وحدت حق سے واقف ہونے کے لیے ہے (اور یہ علم) گناہوں اور حرص و ہوا سے باز رکھتا ہے۔

علم ادب آموزی اور صدق و صفا حاصل کرنے کے لیے ہے، مگر ایک بے حیا شخص روپیہ اور دولت لے کر اس کو فروخت کر دیتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ:-

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط [1]

بیت

باہُوؒ طالب المولیٰ بود علم از طلب | طالبان را علم دہ اوّل ادب

عالم طالب با ادب مقرب رحمان است و جاہل بی ادب مصاحب شیطان است۔

خدا نخواستہ باشد کہ طالب مرید کس حضرت شاہ محی الدینؒ جاہل و بی ادب باشد علم و ادب باطنی داشتہ باشد۔

ابیات

محی الدین حیات دین را زندہ بین | مُردہ پیران خاک شُد زیرش زمین

باہُوؒ شاہ عبدالقادرؒ است جان زندہ تن | با مریدان ہم کلامش ہم سُخن

طریقہ قادری ترک و توکّل تو امان مال و تن تصرّف فی سبیل اللہ فرزند و جان قادری عارف باللہ انیست مراتب نقیر فنا فی اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:-

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط [2]

[1] سورۃ المائدہ، ۵: ۴۴

[2] سورۃ حج، ۲۲: ۷۸

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"اور میری آیتوں کو کم قیمت پر نہ بیچو"۔

بیت

اے باہُوؒ! طالب (صادق) کو علم کی طلب مولیٰ کے واسطے ہونی چاہیے۔ یعنی علم خداشناسی کے واسطے پڑھنا چاہیے (نہ کہ حصول دنیا کے لیے) اسی لیے تُو طالبوں کو پہلے علم ادب سکھا (تاکہ وہ اس کا حقیقی مقصد سمجھ لیں)۔

عالم طالب با ادب مقرّب رحمان ہے اور جاہل بے ادب مصاحب شیطان ہے۔

خدا نہ کرے کہ حضرت شاہ محی الدین (عبدالقادر جیلانیؒ) کا کوئی مرید جاہل اور بے ادب ہو۔ خدا کرے کہ وہ باطنی علم و ادب کا حامل ہو۔

ابیات

تُو محی الدین (حضرت محبوب سبحانیؒ) "حیات دین" کو زندہ دیکھ۔ اور جو مُردہ پیر ہیں وہ زیر زمین خاک ہوگئے ہیں۔

اے باہُوؒ! حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ تو زندہ تن کی جان ہیں (اور) وہ اپنے مریدان (صادق) سے ہمکلام و ہم سخن ہوتے ہیں۔

طریقہ قادری میں ترک و توکّل جڑواں ہوتے ہیں۔ مال و تن اور فرزند و جان راہِ خدا میں صرف کیا جاتا ہے۔

قادری عارف باللہ اور فنا فی اللہ کے یہی مراتب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ "اللہ تعالیٰ کی راہ میں حد درجہ کوشش کرو۔ اس نے تم کو پسند کیا۔ اور دین میں تم پر کچھ مشکل نہیں رکھی"۔

قولهٔ تعالیٰ :-

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ [1]

ابیات

گر بخوانی علم را صد و سی سال — معرفت حاصل نشد سر درد قال

عارفان بگذرند از علم چون — آنچه میخوانند ز علم کُن فیکون

*

حدیث

اَلْعِلْمُ نُكْتَةٌ [2]

شخصی را که از هیچ کس مُرشد کامل راه باطن نتوان کشود، از انکه دل به نفاق و کذب و کدورت و زنگار خورده از غالب حُبّ دنیا و معصیت روی سیاه شیطانی و خطرات و وسوسه و وہمات نفسانی دل تمام اُو مرده و افسرده و ہر جا که پیش بزرگان صاحب ارشاد اہل تلقین میرود ہمه کس آنرا محروم و بی نصیب معرفت باطن گویند آن را چه علاج است که به تصور مشق اسم اللہ ذات مرقوم وجودیه بانگشت تفکّرات بر قلب و بر سینه بنویسد واز برکت اسم اللہ ذات یکبارگی معرفت توحید و فقر و مجلس انبیاء و اولیاء اللہ بکشاید و اسم اللہ ذات عینه بعین حق نماید و کلیه باطل از وجود اُو بر آید. این طریقهٔ توفیق در طریقهٔ قادریه است که بی نصیب را نصیب از اللہ بدهاند و

[1] سورۂ حج ، ۲۲ : ۲۸ ۔ [2] نقل از مرغوب تبریزیؒ

ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے :-

"مقرّرہ ایّام میں اللہ تعالیٰ کے نام کو یاد کرو اور ان حیوانات کو جو تمہارے نصیب اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں، کھاؤ اور اس میں سے بُرے حال کے محتاج کو کھلاؤ۔"

ابیات

اگر تو علم کو ایک سو تیس برس تک بھی پڑھے گا، مگر تجھ کو اس سر درد کرنے والی قیل وقال سے معرفت الٰہی (ہرگز) حاصل نہیں ہوگی۔

اسی لیے عارف لوگ اس علم چون وچرا (فلسفہ، منطق وغیرہ) سے بچتے ہیں اور وہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں، علم کُن فیکون (علم الٰہی) سے حاصل کرتے ہیں۔

حدیث : "علم فقط ایک نکتہ ہے۔"

جس شخص کا راہ باطن کسی مُرشد کامل سے نہ کھُلے، تو سمجھ لو کہ اس کے دل پر نفاق اور جھُوٹ و کدورت اور زنگار ہے اور دنیاوی محبّت کے غلبے، گناہوں کی شیطانی روسیاہی اور وہمات نفسانی اور خطرات اور وسوسوں کی وجہ سے اس کا پورا دل مُردہ اور افسردہ ہو گیا ہے۔ ایسا شخص جہاں کہیں بزرگانِ صاحب ارشاد وتلقین کے پاس جاتا ہے، تمام لوگ اُسے معرفتِ باطنی سے محروم اور بے نصیب بتاتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کا کیا علاج ؟ یہ کہ اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم وجودیہ انگشت تفکّرات سے قلب اور سینے پر لکھے، جس کی برکت سے یکبارگی اس پر توحید اور فقر کی معرفت منکشف ہو جائے گی اور انبیاء و اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہو گی اور اسم اللہ ذات کی برکت سے عین بعین حق دکھائی دے گا اور تمام باطل اس کے وجود سے نکل جائے گا۔ یہ طریقۂ توفیق طریق قادریہ میں ہی ہے کہ بے نصیب کو اللہ تعالیٰ سے نصیبہ دلاتا

در مجلس حضوری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورِ کائنات برساند کہ نصیب دھندہ و دور کنندہ اللہ تعالیٰ است و وسیلۂ مرشد قادری چنین باید کہ بحضوری آورد و بر دو بکشاید۔

این راہ باطن بگفت و شنود نیست بدید و رسید و غرق فی النور توحید است فارغ از تکلیف تقلید۔

ابیات

مرد مُرشد بانظر برد حضور
بانظر ناظر کند در غرق نُور
اہل نظر منظور با قربش حضور
نظر ناظر آفتابش شد ظہور



ناظر قادری آنرا گویند کہ دریک نظر وجود طالب مرید را پاک کند، چنانچہ آب پاک کند پارچہ نجس را و بانظر دوم طالب را حوصلہ وجود وسیع و پختہ سازد و بانظر سیوم طالب مرید را چنان بنوازد کہ از مراتب خود ھزاران ھزار منزل مقامات بیشتر طالب مرید را باندازد۔ بدانکہ دم حیوانی و دم انسانی و دم روحی و دم نفسی و دم قلبی و دم کافر و دم منافق و دم کاذب و دم فاسق و دم مومن و دم مسلمان و دم اولیاء اللہ۔ ھر یک دم است و درمیان دمہا چہ فرق است آدمی راکہ از دھن آواز نیا ورد۔ مردم مردہ دم کجا برود و آواز غوغا کرا سپرد و انبیاء و اولیاء و مومن

ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورِ کائنات کی مجلسِ حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ (گو اصل میں) نصیبہ دینے والا اور رد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور قادری مرشد کا وسیلہ ایسا ہونا چاہیے، کہ حضوری میں لاکر اس پر (تمام راز) منکشف کر دے۔

یہ باطنی راہ (محض) گفت و شنید سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ دیکھنے اور پہنچنے سے تعلق رکھتی ہے اور یہ غرق فی النور التوحید ہونے سے ہاتھ آتی ہے (اور) تکلیف و تقلید سے فارغ ہے ؎

ابیات

مردِ کامل مرشد اپنی نظرِ فیض اثر سے مرید کو حضوری حق میں لے جاتا ہے اور وہ اپنی نظر کی تاثیر سے اس کو بھی ناظرِ حق بنا کر غرقِ نور کر دیتا ہے۔

اہلِ نظر اس کی قربت کے حضور سے منظورِ نظر ہو جاتا ہے (اور) اس ناظر کی نظر سے آفتابِ وحدتِ الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

قادری ناظر اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک ہی نظر میں طالب کے وجود کو اس طرح پاک صاف کر دے، جیسے پانی ناپاک کپڑے کو کر دیتا ہے اور دوسری نظر سے طالب کا حوصلہ وسیع اور پختہ کر دے اور تیسری نظر سے طالب مرید پر اس قدر نوازش فرمائے کہ اس کا مرتبہ اپنے مراتب سے ہزارہا منزل و مقامات آگے بڑھا دے۔

(اے طالب!) جان لے کہ دم کئی قسم کے ہیں۔ دم حیوانی، دم انسانی، دم روحی، دم نفسی، دم قلبی، دم کافر، دم منافق، دم کاذب، دم فاسق، دم مومن، دم مسلمان اور اولیاء اللہ کا دم۔ (ان میں سے) ہر ایک دم ہے، لیکن ان میں فرق ہے۔ (عام لوگ تو سانس کے اندر باہر آنے کو دم کہتے ہیں) وہ آدمی جو مُنہ سے آواز نہ نکال سکا یا پھر مُردہ لوگوں کا دم کہاں چلا جاتا ہے، یا پھر شور و غل کی آواز کس کو سپُرد کی گئی۔ پھر انبیاء، اولیاء اور مومن

مسلمان ازلی رادم و آواز مطلق از اللہ واز پیغام کہ موت ایشان وصلش تمام کہ آنرا یکدم گویند، چنانچہ فرمود خاقانیؒ حقانی ؎

بیت

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی | کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب باہوؒ

ابیات

نہ آنجا نفس و قلب و دم نہ آنجا روح جسمانی | دمی نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانیؒ
بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی | دمی نامحرم است آنجا جسم در اسم شد فانی

*

ودم آواز مردم کافر وکاذب وآواز از شیطانی بی خبر از قرب ربّانی ؎

ابیات

طالب کسی نہ پیدا گشت بہر راز راہ | باتصور می برم قرب اللہ
آہ آہ آہ باشد آہ آہ | ہر کس در طلب دنیا عزّ و جاہ

فرد

در معرفت خود محو کردن ہمچو سیماب است خاک
از خاک سیماب زر شود واز معرفت شد خاک پاک

مسلمان ازلی کا دم اور آواز ہے، جو خدائے مطلق سے ہوتی ہے۔ اور یہ گویا ایک پیغام ہے کہ ان کی موت اللہ تعالیٰ سے اُن کا وصل تمام ہے، اس کو بھی ایک دم کہتے ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حق کے پرستار خاقانیؒ فرماتے ہیں ؎

بیت

تیس برس کی سعی و محنت کے بعد خاقانیؒ کو یہ معنی (حقیقت) تحقیق ہوئی کہ ایک دم بھی یاد خدا میں مشغول ہوکر "باخدا" ہونا ملک سلیمانی (تمام عالم کی حکمرانی سے بھی) بڑھ کر ہے۔
(کیونکہ زندگی بھی فانی اور حکمرانی بھی عارضی اور فانی ہے اور جو سانس یاد مولیٰ میں بسر ہوتا ہے، وہ باقی ہے اور گویا زندگی جاوید ہے)۔

جواب باھوؒ

ابیات

(حقیقت میں) اس جگہ نہ نفس و قلب ہے اور نہ دم اور نہ اس جگہ روح جسمانی ہے۔ (اس مقام پر تو) دم و سانس بھی نامحرم ہے۔ (اسلیے اس موقع کے لحاظ سے) خاقانیؒ نے یہ غلط کہا ہے۔
بہت سے اور سینکڑوں سال چاہئیں، جب کوئی فانی شخص "فنا فی اللہ" ہوگا۔ اس جگہ تو دم خود نامحرم ہے۔ بس جسم اسم (نام ہی) میں فنا ہُوا ہے۔
کافر، جھوٹے اور منافق لوگوں کی آواز کا دم اور آواز شیطانی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ قرب ربّانی سے (محض) بے خبر ہوتے ہیں ؎

ابیات

(افسوس!) راہ "راز حقیقت" کے واسطے کوئی طالب پیدا نہیں ہُوا۔ میں تصور کے ساتھ اپنے آپ کو قرب الہٰی میں لے جاتا ہوں۔
آہ! آہ! آہ ہے، آہ! آہ ہے، (کیونکہ) ہر شخص دنیا کی طلب عزّ و جاہ میں پڑا ہُوا ہے۔ (اور کوئی بھی اگر بغور دیکھا جائے تو حق و صداقت کا طالب نہیں ہے)

فرد

معرفت میں اپنے آپ کو اس طرح محو کرنا چاہیے، جس طرح پارہ خاک (کشتہ) ہوکر اکسیر ہو جاتا ہے اور جیسے سیماب (پارہ) کی خاک سے سونا ہو جاتا ہے، اسی طرح معرفت سے خاکی انسان پاک ہوکر زندگی جاوید حاصل کرتا ہے۔

عارف باللہ کہ در معرفت برسد علیہ لعین عیان بکشاید، آنچہ بیند با بیداری عیان ببیند مشاہدہ وخواب و ذکر و فکر و مراقبہ و مکاشفہ آنرا لذّت ندہد کہ صاحبِ عیان در تصرّف قبض قید قدرت بحضور سبحان است و پنج ھزار مرتبۂ محبت و اخلاص و یگانگت معرفت از تصدیق توفیق تحقیق در دل بزاید و ھزاران ھزار تجلّۂ نُور بر دل از قُرب معرفت اللہ حضور نازل گردد و اگر از ان تجلّۂ نُور ذرّہ بر کونین اُفتد از بود نابود شود و عیان العارف ہمیشہ میگوید: هَلْ مِنْ مَّزِيْد ای بار خدایا بر من تجلّہ زیادہ کن۔

رُباعی

فقر نورش فیض فضلش غــرق راز

دل بی غمی و با نبیؐ و بی نیــاز

فقر یک مُلک است اعظم از خدا

کور چشمی کی شناسد سرّ ھوا



فقر در طریقۂ قادریست با فقیر محیّ الدین ۔

رُباعی

فقر شد معرفت وحدت لِقا	فردا شد امروز ازلش رازرا
این مراتب اہل ازلش متقی	دست بیعت کرد تلقینش نبیؐ



جب عارف باللہ معرفت الٰہی کو پہنچ جاتا ہے، تو اس پر عین وعیان منکشف ہوجاتا ہے۔ وہ جو کچھ بیداری میں دیکھتا ہے، عین بعین دیکھتا ہے۔ پھر اس کو مشاہدہ، خواب، ذکر، فکر، مراقبہ اور مکاشفہ لذّت نہیں دیتا، کیونکہ صاحب عیاں ہر وقت رحمان کے قبضۂ قدرت اور حضور میں رہتا ہے۔ تصدیق توفیق تحقیق سے محبّت، اخلاص، یگانگت اور معرفت کے پانچ ہزار مراتب دل میں آتے ہیں اور قرب و معرفت الٰہی سے ہزارہا ایسی نورانی تجلیات دل پر نازل ہوتی ہیں کہ اگر ان کی تجلّی نور کا ایک ذرّہ دونوں جہان پر پڑ جائے، تو نابود کر دے، لیکن عارف عیاں ہمیشہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد ہی پکارتا ہے (اور کہتا ہے) اے بار خدایا! مجھ پر نور کی تجلّی زیادہ کر۔

رُباعی

نور الٰہی کا فقر اس کے فضل کا فیض ہے۔ اور غرق راز ہوتا ہے۔ فقر میں دل بے غم ہوتا ہے اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہ کر سب سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔

(دراصل) فقر اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت اعلیٰ اور سب سے بڑا ملک ہے، جو شخص آنکھوں کا اندھا ہو اور نفسانی خواہشات کا بندہ ہو، وہ اس حقیقت و راز کو بھلا کیسے پہچان سکتا ہے؟

فقر طریقۂ قادری میں فقیر محیّ الدین (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کے وسیلے سے حاصل ہوتا ہے۔

رُباعی

آنے والے کل کی بات آج معلوم ہوگئی اور راز ازل سے خبردار ہوگیا۔ فقر وحدت کی حصولی ولقاء کی معرفت ہوگئی۔

حضور نبی اکرمؐ نے اس کو دست بیعت کیا اور اس کو تلقین (حقیقت) فرمائی۔ ازل کے اہل متّقی کے یہ اعلیٰ و ارفع مراتب ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ [1]

اللہ تعالیٰ در حیات و ممات انسان را لِقا دھد بروح بقا و حیوان اہلِ نفس را دھد بحرص طمع شہوت ہوا و ہر کہ بدیدن در خواب خدا پریشان ۔ اینست منکر از خدا و رسولؐ خدا حیوان مصاحب شیطان طالب دنیا ۔



شرح توجہ و نظر و معرفت و توحید و جمعیت و قرب و حضور و فنا و بقا و دیدار لِقا و دوام مجلس محمدؐ مصطفیٰ ﷺ

آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ ہر دو جہان در قید قبض آوردن تمام است و آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ غرق مشرف ذات نور لقا مدام است و آن سلک سلوک کدام است کہ متوجہ شدن مجلس مشرف حضور حضرت محمدؐ سرور کائنات دوام است. و آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ بمردہ دل نظر کند و دل و قلب او زندہ گردد تا ابد در حیات و ممات از غلبات ذکر اللہ قلب در جنبش و شورش نعرہ بذکر اللہ میزند باسم اللہ و آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ جانب کافر نظر کند و کافر بیواسطہ بگوید: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ و آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ بانظر جاھل را علم فیض ظاہری و باطنی علم قرآن و حدیث و تفسیر و علم معرفت تاثیر روشن ضمیر یکبارگی واضح گردد و آن توجہ سلک سلوک کدام است

[1] سورہ التین ، ۹۵ : ۴

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"ہم نے انسان کو عمدہ صورت کا پیدا کیا۔"

اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دونوں میں روحِ بقاء کے ساتھ انسان کو اپنا لِقا نصیب کرتا ہے اور اہلِ نفس حیوان کو حرص، طمع، شہوت اور نفسانی خواہشات دیتا ہے۔ جو کوئی خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے پریشان ہے، وہ خدا اور رسولؐ سے منکر حیوان طالب دنیا اور شیطان کا ساتھی ہے۔

توجہ، نظر، معرفت، توحید، جمعیت، قرب، حضور، فنا، بقا، دیدارِ لِقاء اور دوام مجلس مصطفیٰ ﷺ کی شرح

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے، جس سے دونوں جہان مکمل طور پر قبضے میں آسکتے ہیں؟ اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے، جس سے دائمی طور پر غرقِ ذات نور ہو کر لِقاء سے مشرف ہو سکتے ہیں؟ اور وہ کونسا سلک سلوک ہے جس سے دائمی طور پر مجلس نبویؐ کی طرف متوجہ ہو کر حضوری حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم سرورِ کائنات سے شرفیاب ہو سکتے ہیں؟ سلک سلوک کی وہ کون سی توجہ ہے کہ اگر وہ مُردہ دل پر نظر کرے تو اس کے دل اور قلب ابد تک زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ذکرِ الٰہی کے غلبات سے جنبش کرتے رہیں اور ذکرِ الٰہی کا نعرہ مارتے رہیں؟ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے کہ اگر کافر کی طرف نگاہ کی جائے، تو وہ بے واسطہ و بے اختیار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکار اُٹھے؟ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے کہ نظر کے ذریعے ہی جاہل کو علوم ظاہری و باطنی، علم قرآن و علم حدیث و علم تفسیر اور علم معرفت کی تاثیر سے بہرہ ور کر کے یکبارگی روشن ضمیر بنا سکتے ہیں؟ اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے

که اگر باغضب جذب جانب عالم نظر بکند علم ظاهری آن راهمه فراموش ونسیان گردد
چنانکه حرف الف و بی هم نشاسد و آن توجه سلک سلوک کدام است که هر مطالب
بهر وقت که میخواهد مدخل مجلس بحضور حضرت محمد سرور کائنات با التماس جواب
صواب طالب بهر مطالب دینی و دنیوی مراتب دریابد بموافق مراتب نعم البدل یا مراتب
موافق ازل و یا مراتب موافق فیض فضل و دیگر مراتب سوای ازین مطلق خطرات
خلل بحب دنیا دل سیاه محروم از معرفت باطن قرب الله و آن توجه سلک سلوک کدام
است هر وقت که خواهد بتوجه متوجه مجلس ملاقات بارواح انبیاء و اولیاء گردد حاضر
و دست مصافحه باهر یکی کند و آنچه جواب صواب باشد حقیقت از هر یک کار
تحقیق کند و آن توجه سلک سلوک کدام است وقتیکه در قال درآید از قرب الله
و قرب غرق نور معرفت الله وهال مردم نفسانی میدانند که باما هم سخن است و ارواح
انبیاء و اولیاء و مومن مسلم و فقیر درویش میدانند که باما هم سخن است و جمله
فرشتگان میدانند که باما هم سخن است و جمیع اصحاب نبی الله میدانند که باما هم سخن
است و الله تعالیٰ با قدرت لم یزلی و از کرم و لطف و فضل فضلی۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ [1]

با اقرار ازلی میدانند که باما هم سخن است و هژده هزار عالم جن و انس میدانند که
باما هم سخن است و این مراتب سخن از کنه کُنْ فَيَكُوْنُ ۔

و آن توجه سلک سلوک کدام است که آنچه بر روی زمین اولیاء الله مثل غوث
و قطب و درویش وغیره اہل مراتب حیات و آنچه بر روی زمین جملگی ممات که در ممات یافته اند ابدی
حیات چنانچه حدیث اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ

[1] سورہ البقرہ ، ۲ : ۴۰

کہ اگر غضب و جذب کی نگاہ سے عالم کی طرف دیکھیں، تو تمام ظاہری علوم اسے بھول جائیں،
یہاں تک کہ الف بے بھی یاد نہ رہے اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے کہ جس مطلب
کے لیے جس وقت چاہیں، مجلس محمدی میں حاضر ہو کر التماس کر کے جواب باصواب حاصل
کر سکے، خواہ وہ مطلب دینی ہو یا دنیاوی۔ اور مراتب نعم البدل یا ازل یا فیض فضل کے موافق
مراتب پا اور دیگر مراتب حاصل کر سکے۔ ان کے سوا جتنے مراتب ہیں وہ سب کے سب
مطلق دنیاوی محبت اور گمراہ خطرات ہیں، جن سے دل کی تاریکی بڑھتی ہے اور انسان معرفت
باطنی اور قرب الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جب
چاہے انبیاء اور اولیاء کی روحوں سے ملاقات اور مصافحہ کر کے جواب باصواب اور ہر
ایک کام کی حقیقت معلوم کر لے اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے کہ جب قرب
خداوندی و قرب غرق نور اور معرفت الٰہی کے سبب گفتگو کرنے لگے، تو نفسانی آدمی
خیال کریں کہ ہم سے گفتگو کر رہا ہے اور انبیاء، اولیاء، مومن مسلمان، فقیر اور درویش کی
روحیں خیال کرتی ہیں کہ ہم سے گفتگو کر رہا ہے اور تمام فرشتے خیال کرتے ہیں کہ ہم سے
ہمکلام ہے اور نبی اکرمؐ کے تمام صحابہ کرامؓ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کلام ہو رہا ہے اور اللہ
تعالیٰ اپنی قدرت لم یزلی اور اپنے لطف و کرم اور فیض فضلی سے "اور تم میرا اقرار پورا
کرو، تو میں تمہارا اقرار پورا کروں گا" کے مطابق اقرار ازلی سے جانتا ہے کہ مجھ سے ہمکلام ہو
رہا ہے۔ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات جن اور انسان خیال کرتے ہیں کہ ہم سے گفتگو کر رہا ہے
اور یہ مراتب سخن کنہ کُنْ فَيَكُوْنُ سے ہیں۔

اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ روئے زمین کے اولیاء اللہ مثلاً غوث
و قطب اور درویش وغیرہ اہل مراتب جو زندہ ہیں اور جو روئے زمین پر تمام حالت ممات
میں ہیں اور جو کہ اور اصل، حالت ممات میں حیات ابدی میں ہیں، جیسا کہ اس حدیث
سے ظاہر ہوتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء مرا نہیں کرتے، بلکہ ایک گھر سے دوسرے

إِلَى السَّنَادْ[1] و حضرت نبی اللہ سرور کائنات ؐ وقتیکہ بتوجہ متوجہ با تفکر استغراق فی اللہ گردد گرد بگرد او جملہ روحانی باشند۔

حدیث

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ[2]

باہمہ کس با توجہ عیان مشرف گردد و بنام ہمہ کس آشنا تمام و آن سلک سلوک توجہ کدام است کہ از عرش تا تحت الثریٰ از ماہ تا ماہی با عین العیان تماشا سیر دیدن سراسر و آنچہ در زمین گنج خزانہ غیبی و آنچہ بر روی زمین است درون کوہ سنگ ریزہ سنگ پارس کہ با آہن چسپند زر سرخ و سیم گردد و یا آنچہ بر روی زمین نہال است کہ از ان آب نہال در مس انداختن زر کیمیا میشود جمعیت نفس و از دنیا دل سرد و در دنیا فقیر لایحتاج باشد و آن توجہ سلک سلوک کدام است کہ بدیدارش غرق ہر صبح و شام است ؎

ابیات

حاسدان شد مانع دیدارش مبین
ہر کہ مانع حق شود کافر لعین
گر جان رود واصل شود بیند لقا
این قرب شد معرفت از مصطفیٰؐ
حاضرم من با حضوری ہم حدیث
کی شناسد واصلان اہل خبیث

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاریؒ، شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیم۔
[2] زین الحلم شرح عین العلم ملا علی قاریؒ۔

گھر میں منتقل ہوجاتے ہیں"۔ اور حضرت نبی اللہ سرور کائنات ؐ بوقت توجہ و تفکر استغراق فی اللہ اس کے اور جملہ روحانیوں کے گرداگرد ہوجاتے ہیں۔

حدیث

"ایک گھڑی کی سوچ بچار دونوں جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہوتی ہے"۔

اور وہ ان سب سے با توجہ عیان مشرف ہوتا ہے اور ہر ایک نام سے پوری طرح آشنا ہوجاتا ہے اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس کے ذریعے عرش سے تحت الثریٰ اور ماہ سے ماہی تک کی ساری چیزوں کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور زمین پر سیر تماشا کرتے ہوئے سراسر سے واقف ہوسکتے ہیں۔ اور زمین کے ظاہری اور باطنی خزانے دکھائی دینے لگتے ہیں اور پہاڑوں میں سنگریزہ اور سنگ پارس معلوم ہوجاتا ہے، جو کہ لوہے سے چھو کر اُسے زر سرخ اور چاندی بنا دیتا ہے۔ یا روئے زمین پر کی وہ بوٹی جو تانبے کو پگھلا کر اس میں ڈالنے سے زر کیمیا بنا دے، معلوم ہوجاتی ہے (اور جس کے ذریعے نفس کو جمعیت حاصل ہوتی ہے اور دنیا سے دل سرد ہوکر فقیر لایحتاج بن جاتا ہے۔ اور سلک سلوک میں وہ کونسی توجہ ہے، جس کے ذریعے صبح و شام اس کے دیدار میں غرق رہتا ہے۔

ابیات

حاسد لوگ اس کے دیدار مبین (کھلم کھلا) کے منکر اور مانع ہوئے (پس) جو کوئی حق کا مانع ہو، وہ کافر اور لعین ہے۔

اگر جان عزیز بھی چلی جائے، مگر واصل حق ہوجا اور اس کی لقا حاصل کر۔ یہ قرب حق (خاص) حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی معرفت (اور طفیل) سے ہوتا ہے۔

میں اس کی حضوری میں حاضر ہوں اور حدیث (کلام دوست) بھی سنتا ہوں، بھلا واصلان حق کو خبیث لوگ کب پہچان سکتے ہیں؟

باہُوؒ پیش احمق سِرِّ اظہارش مکُن
گر میکنی سخنی مکن از کُنہ کُن

وآن توجہ سلک سلوک کدام است کہ کل وجز درجات ذات صفات ازیک درجات درآید کہ ازیک جثّہ ھزار جثّہ برآید و یاز ھزار جثّہ دریک جثّہ درآید مثلاً مار کہ اوّل اصلی جثّہ خود را پختہ پوست بعد ازان میبرآید از پوست کہنہ۔

حدیث

اَلنِّهَایَةُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَةِ [۱]

مجل و مجموعہ مراتب کہ ختم خاتم الفقرا است آنرا چہ نام کہ کل وجز درطی تمام آنرا نام جامع کلید توحید جمعیت اَلْقُرْبُ قرب اللہ کرا گویند؟ وجود پیچیدہ فی اللہ فیض نور الفضل فیاض کہ مطلق معرفت اللہ راز است آن جثّہ در حیات و ممات شفیع اللقاء وسیلۃ النجات کہ این مراتب اعلیٰ در قید قبض حق تعالیٰ مراتب تحقیق باتوفیق است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ [۲]

صاحب توفیق را توجہ و نظر و دلیل وسخن ہم باتوفیق تحقیق رفیق جواب صواب ھمہ توجہات سلک سلوک کہ بالا مرقوم است این مراتب واین توفیق آنرا حاصل شود کہ بامشق وجودیہ مشغول باشد وآن توجہ سلک سلوک کدام است کہ آدمی بغیر از قال حقیقت باتوجہ احوال معلوم کند از صفای قلب۔

---

[۱] حدیث

[۲] سورۃ ھود، ۱۱ : ۸۸

اے باہُوؒ! تو سِرِّ حق کو احمق لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کر۔ اگر تو کوئی بات بھی کرے، تو کنہ و رمز کی بات نہ کر۔

اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس کے ذریعے ذات وصفات کے کل وجز تمام درجات ایک درجے میں آجاتے ہیں کہ ایک جسم سے ہزار جسم میں اور پھر ہزار جسم سے ایک جسم میں آسکتا ہے، جیسا کہ سانپ کہ وہ پہلے اپنے اصل جسم کو پختہ کھال میں بدلتا ہے اور پھر اس کے بعد پرانی کھال سے باہر آجاتا ہے یعنی اپنی کینچلی بدلتا رہتا ہے۔

حدیث

"ابتدا کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔"

تمام مراتب کا مجموعہ اور مجمل جو ختم خاتم الفقرا ہے، اس کا کیا نام ہے کہ جس کے طے کرنے سے تمام کل وجز مقامات طے ہو جاتے ہیں۔ اس کا نام جامع کلید توحید وجمعیت ہے۔ اَلْقُرْبُ قرب الٰہی کسے کہتے ہیں؟ اُسے جو وجود کو لپیٹ کر غرق فی اللہ ہو اور نور الفضل فیاض سے فیض یافتہ ہو کہ مطلق معرفت الٰہی راز ہے اور وہ وجود زندگی اور ممات دونوں حالتوں میں لقاء کا شفیع اور وسیلۂ نجات ہے، کیونکہ یہ تمام مراتب اعلیٰ تحقیق باتوفیق حق تعالیٰ کی قید و قبضے میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی بن آتا ہے۔"

صاحبِ توفیق کی توجہ، نظر، دلیل اور نیز بات باتوفیق اور تحقیق رفیق ہوتی ہے اور اسے جواب باصواب حاصل ہوتا ہے۔ سلک سلوک کی جن تمام توجہات کا اوپر ذکر مرقوم ہے، یہ مراتب اور یہ توفیق اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جو مشق وجودیہ میں مشغول رہے۔ سلک سلوک میں وہ توجہ کونسی ہے جس کے ذریعے انسان بغیر بیان کرنے کے (محض) صفائی قلب سے توجہ کے ساتھ احوال کی حقیقت معلوم کر سکتا ہے۔

ابیات

دل صفا آئینہ بنماید لقا
می بیند عارفان واصل خدا
این نہ دل مضغہ پر خون و خراب
دل توحیدش معرفت حق بی حجاب
لامکان در دل بود دل لامکان
دیدۂ دیدارش خدا با دل عیان
دل یکی نور است با قربش حضور
ہر کہ با دل محرم است عارف غفور



این احمق اند کہ لقمہ گوشت مضغہ دل را دم بستہ با حبس پیوستہ میگرداند کہ با تفکر نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میخوانند و از معرفت کنہ انتہای قلب و دل بی خبر و محروم مانند و این احمق اند کہ پارۂ گوشت دل را بجنبانند و در وجود از سر تا بہ ناف میگویند کہ این مقام قلب است و این مقام روح است و این مقام سر است و این مقام یخفی است و این مقام خفی است و این مقام محمود است و این مقام سلطان نصیر است و این مقام سلطانی است و این مقام قربانی است۔ این چنین ہمہ مرتبہ ہا نہ مقام است، بلکہ از وہم خیال ناقص ناتمام است۔ آن احمقان نہ خبر از ذکر دارند و نہ خبر الہام مذکور و نہ خبر از معرفت دارند و نہ خبر از حضور با ہوا نفس خود و عزّ و جاہ دنیا۔ با دنیا مغرور و بعضی طائفہ اند کہ با طائفہ قادری مدعی و مدعی و دشمن قادری ہیچ کس نباشد مگر رافضی و یا خارجی و یا کافر و یا کاذب و یا حاسد از ان طائفہ اکثر میگویند کہ من اہل صدیق و باطن این طائفہ اہل رافضی مطلق زندیق و شقی،

ابیات

صاف دل آئینہ کی طرح دیدار دوست دکھاتا ہے اور (لوگ اسی وجہ سے) عارفوں کو خدا سے واصل دیکھتے ہیں۔

(دراصل) یہ دل جو گوشت اور خون سے بھرا خراب لوتھڑا (ٹکڑا) ہے۔ یہ وہ دل نہیں ہے۔ اس کی توحید کا اہل دل معرفت حق کا بے حجاب مشاہدہ کرتا ہے۔

لامکاں دل میں ہے اور دل لامکاں ہے۔ دیدہ وہ ہے جو اسکا دیدار کرے اور اللہ تعالیٰ کی تجلی اس دل میں عیاں ہو (پس وہ حقیقی دل ہے)

اس کے قرب کے حضور میں دل ایک نور ہے اور جو اس (حقیقی) دل سے محرم ہے، وہ عارف رب غفور ہے۔

یہ لوگ احمق ہیں جو گوشت کے لوتھڑے کو دل خیال کرتے ہیں، اور حبس دم کر کے اسکو پھراتے ہیں اور نفی اثبات کے تفکر سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے ہیں۔ یہ لوگ قلب اور دل کی انتہا اور کنہ کی معرفت سے بے خبر اور محروم رہتے ہیں۔ یہ لوگ احمق ہیں جو دل کے گوشت کے ٹکڑے کو ہلاتے ہیں اور وجود میں سر سے ناف تک کو کہتے ہیں کہ یہ قلب کا مقام ہے۔ اور یہ روح کا اور یہ سر کا مقام ہے۔ اور یہ پوشیدہ اور یہ خفی کا مقام ہے اور یہ مقام محمود اور یہ سلطان نصیر کا مقام ہے اور یہ مقام سلطانی ہے اور یہ مقام قربانی ہے۔ اس قسم کے تمام مراتب مقام نہیں ہیں بلکہ ناقص اور ناتمام لوگوں کے محض خیالات اور توہمات ہیں۔ ان احمقوں کو نہ ذکر کی خبر ہے، نہ الہام مذکور کی خبر رکھتے ہیں، نہ معرفت کی خبر رکھتے ہیں اور نہ حضور کی، وہ اپنی نفسانی خواہشات اور دنیاوی عزّ و جاہ پر مغرور ہیں اور بعض گروہ ہیں کہ وہ قادری لوگوں سے دشمنی کرتے ہیں (یاد رکھو) کہ قادری کا کوئی شخص دشمن نہیں ہوگا سوائے رافضی اور یا خارجی اور یا کافر یا کاذب یا حاسد کے۔ اس گروہ میں سے اکثر کہتے ہیں کہ ہم اہل صدیق ہیں، حالانکہ باطن میں یہ لوگ رافضی اور مطلق بے دین ہیں اور بدبخت ہوتے ہیں۔ یہ بدبخت

دشمن کہ حضرت محمد مستند نبیؐ کہ مراتب مرشد خود را از حضرت محمدؐ سرور کائنات و از اصحاب کبارؓ فایق و فوقیہ گویند بدبخت۔ اگرچہ در علمِ عالم تمام تفسیر خوانند، مذہب بد خود را پوشیدہ مانند آری یقین است۔

حدیث

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ[1]

علم و عالم و اہل معرفت فقیر کامل محک است۔ عالم نیک و بد را از علم کند تحقیق، تحقیق ظاہر و فقیر وجود طاہر صفات القلب باطن صاحب توفیق و عالم علم چند قسم است و فقیر فقر چند اسم است۔ عالم علم عاقبت بالخیر و عالم علم عفو و عالم علم عین و عالم علم عنایت و عالم علم عبودیّت و عالم علم اعلیٰ و علم سہ حرف است، چنانچہ ع ل م۔ پس از حرف عَ علم عین بخشد معرفت و از حرف لَ علم لایحتاج گرداند و از حرف مَ علم متکلم کند مع اللہ معرفت بخشد۔ پس ہر عالمیکہ مخالف علم نص حدیث قرآن رحمانی واقف نفس دنیا اہل شیطانی۔ میدانی کہ شیطان عالمیست، جاہل نیست۔ از حرف عَ عاق و از حرف لَ لادین و از حرف مَ مردود و علم تو امان غالب شدن بر نفس و شیطان۔

و فقر نیز سہ حرف است چنانچہ ف ق ر۔ پس از حرف فَ فقر فیض و از حرف قَ قہر بر نفس و از حرف رَ راہ راستی و نیز از حرف فَ فنای نفس و از حرف قَ قرب ربّ و از حرف رَ راز ربوبیّت رتبہ و ہر کہ از استقامت فقر و از ملامت خلق از فقر بازگشت خورد۔ از حرف فَ فضیحت و از حرف قَ قہر خدا و از حرف رَ ردّ۔

نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْهَا

---

[1] حدیث

لوگ سرورِ کائنات آنحضرت صلعم کے دشمن ہیں جو اپنے مرشد کے مراتب کو آنحضرت صلعم اور اصحاب کبارؓ کے مراتب سے زیادہ کہتے (جانتے) ہیں۔ اگرچہ وہ عالم ہیں اور پوری تفسیر پڑھتے ہیں، لیکن اپنے بُرے مذہب کو چھپاتے ہیں۔ ہاں یقینی امر ہے۔

حدیث

"جو صاف ہے وہ لے لے اور جو میلا ہے اُسے چھوڑ دے۔"

(یعنی اچھی بات اختیار کر، بُری بات چھوڑ دے)

علم اور عالم، اہل معرفت اور فقیر کامل کسوٹی ہوتا ہے۔ عالم شخص نیک و بد کی علم سے تحقیق ظاہری کرتا ہے، لیکن فقیر کا وجود پاک، باطن صاف اور صاحبِ توفیق ہوتا ہے۔ عالم کے علم کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اور فقیر کے فقر کی بھی کئی اقسام ہیں۔ عالم کے علوم تو یہ ہیں: علم عاقبت بالخیر، علم عفو، علم عین، علم عنایت، علم عبودیّت اور علم اعلیٰ۔ علم کے تین حروف ہیں۔ چنانچہ ع ل م۔ پس حرف عَین معرفت بخشتا ہے۔ لَ لایحتاج کر دیتا ہے۔ حرف مَ متکلم مع اللہ بنا کر معرفت بخشتا ہے۔ پس ہر وہ عالم جو علم نص، حدیث اور قرآن رحمانی کے مخالف ہو، وہ نفس دنیا کا واقف اور شیطان کا دوست ہوتا ہے۔ اے طالب! کیا تو جانتا ہے؟ کہ شیطان بھی عالم ہے، کوئی جاہل نہیں ہے لیکن اسی علم سے وہ نافرمان، لادین اور مردود واقع ہوا ہے۔ علم سے ہی نفس اور شیطان پر غالب آ سکتے ہیں۔

اور فقر کے بھی تین حرف ہیں، چنانچہ فَ قَ رَ۔ پس حرف فَ سے فیض، اور حرف قَ سے قہر نفس اور حرف رَ سے راہ راستی مراد ہے۔ نیز حرف فَ سے فنائے نفس اور حرف قَ سے قرب الٰہی اور حرف رَ سے راز ربوبیّت کا مرتبہ مراد ہے۔ لیکن جو شخص استقامت فقر اور ملامت خلق کی وجہ سے فقر سے روگرداں ہو جاتا ہے اُسے رجعت لاحق ہو جاتی ہے۔ اُسے فقر کی فَ سے فضیحت (رسوائی) اور حرف قَ سے قہرِ خدا اور حرف رَ سے ردّ نصیب ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

بیت

فقر را یک دم بود با یک قدم
نفس خود را خود بکشتن باستم
روح را راحت زندہ قلب انتہای فقر و علم و معرفت اینست ۔

رُباعی

درمیان دو سجدہ میگردد لقاء
پیشوای علم شد رہبر خدا
در نماز رازمی بینم حضور
اہل راز شش در نمازش غرق نور



ہر کہ اوّل حضرت محمد سرور کائنات ﷺ را بر خود مہربان و رضامند گرداند باشفاعت شفا از نظر لطف و کرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حاصل گردد معرفت، فقر، توحید، ذات نور، حضور لقا و نعمت اللہ نصیب طالب دنیا نباشد کہ بی حیا است ۔

رُباعی

طلب کن تو از فقر وحدت لقا　　از ذکر حاصل شود کبر و ھوا
علم را بگذار ذکر شش را گذر　　تا شوی لائق لقای پروردگار



بیت

فقر (حقیقی) کے واسطے بس ایک دم اور ایک قدم (کی بات) ہے۔ اپنے نفس کو ظلم و ستم سے ہلاک کر دینا ہے (مگر اہل دنیا کے لیے یہ مشکل ہے)

روح کو راحت اور قلب کو زندگی حاصل ہو جائے تو سمجھ لو کہ فقر، علم اور معرفت کی انتہا یہی ہے (یعنی اگر روح کو راحت مل جائے اور قلب زندہ ہو جائے، تو پھر سمجھ لو کہ فقر، علم اور معرفت کی انتہا پر پہنچ گئے)

رُباعی

(اہل حق کو) دو سجدوں کے درمیان لقائے الٰہی حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پیشوائے علم اور رہبر ہو جاتا ہے۔

میں نماز میں حضورِ حق کے راز کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ اہل راز اپنی نمازوں میں غرق نور ہوتے ہیں (اسی واسطے نماز کو مومنوں کی معراج فرمایا گیا ہے)

جو شخص پہلے حضرت محمد سرور کائنات ﷺ خلاصۂ موجودات کو اپنے پر مہربان اور رضامند کر لیتا ہے، وہ حضور اکرم ﷺ کے لطف و کرم کی نظر شفاعت سے شفا حاصل کر لیتا ہے۔ معرفت، فقر، توحید، نور ذات، حضور لقا اور نعمتِ الٰہی طالب دنیا کو نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ وہ بے حیا ہے۔

رُباعی

تُو فقر سے "وحدتِ الٰہی" کی لقا طلب کر۔ ذکر (ظاہری) سے تو تجھے حرص و تکبر ہی حاصل ہو گا۔

تُو علم (ظاہری) اور ذکر (ریائی) کو چھوڑ دے، تاکہ پھر تُو پروردگار عالم کے دیدار کے

روز اوّل مرشد کامل طالب اللہ را از تصور تصرّف در اسم اللہ ذات وجودحی گرداند وباتوجہ طالب اللہ را در اسم اللہ ذات وجود طی بشرف ذات نور غرق بحضور فی اللہ لقا رساند. اینست مراتب مرشد کامل ۔

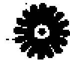
حدیث

مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ط

طائفۂ قادری پسند خالق است کہ از دنیا تارک و از خلق ونفس وشیطان فارغ باشد باخبر وطائفہ اہل تقلید در طائفۂ قادری اہل توحید بسیار مردم خود را بی نام گرداند، مگر قادری را شناختہ میشود ۔

رُباعی

دم ازل و دم ابد و دم دنیا تمام
نیم دم عقبیٰ نباشد غرق فی اللہ ھر دوام
جان زجان جانم برآید جان بزاید حق وصال
ذکر فکر علم نسیان غرق فی اللہ با جمال



بدانکہ طریقۂ حضرت شاہ عبدالقادرؒ مثل تیغ برہنہ ذوالفقار است. ھر کہ با این طائفہ سرخراشد، سراُو از گردن جدا گردد، چنانچہ بی وضو نام گرفتن حضرت پیر دستگیرؒ خوب نیست کہ مثل مشہور است کہ حضرت پیر دستگیرؒ امر خدا است، غالب بر ھر امر آری یقین است طالب مرید بسیار بیشمار است، مگر اہل مخصوص محبت از ہزار کس یک

لائق ہوجائے۔

کامل مُرشد پہلے ہی روز طالب (صادق) کو اسم اللہ ذات کے تصرّف وتصور سے زندہ وجود کرکے توجہ ہی سے شرف ذات کی طی اور غرق نور بحضور اور لقائے الٰہی سے مشرف کردیتا ہے. کامل مُرشد کے یہی مراتب ہُوا کرتے ہیں ۔

حدیث

"جس کا مولیٰ ہے اس کا سب کچھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ قادری لوگوں کو پسند کرتا ہے، کیونکہ وہ تارک الدنیا اور خلقت اور نفس و شیطان سے فارغ اور باخبر ہوتے ہیں. گو اہل توحید قادری لوگوں میں بہت سے اہل تقلید لوگ اپنے آپ کو قادری تبلاتے ہیں، مگر قادری کو پہچانا جاسکتا ہے۔

رُباعی

حقیقی فقیر کے ایک دم میں ازل ہے، ایک دم میں ابد اور ایک دم میں تمام دنیا ہے۔ وہ عقبےٰ (آخرت) میں نیم دم (ہرگز) نہیں ہونگے۔ وہ تو ہمیشہ غرق فی اللہ رہتے ہیں۔

میری جان، میری جان جاناں (محبوب) سے نمودار ہوگی اور وصال حق سے میری جان پیدا ہوگی۔ (تمام) ذکر وفکر جب علم نسیان (فراموش) ہوجائے گا، تو میں اس کے جمال میں غرق فی اللہ ہوجاؤں گا ۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا طریقہ تیغ برہنہ ذوالفقار کی طرح ہے. جو شخص اس گروہ سے دشمنی مول لیتا ہے، اس کا سر گردن سے جُدا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ حضرت پیر دستگیرؒ کا اسم مبارک وضو کے بغیر لینا ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ مثل مشہور ہے کہ حضرت پیر دستگیرؒ امر خدا ہیں، اسی واسطے ہر امر پر غالب ہیں. ہاں یہ یقینی بات ہے. طالب مرید تو بیشمار ہیں، لیکن اہل خلاص ومحبت ہزار میں سے ایک

کس باشد۔

اہل محبت معرفت، صاحب مشاہدہ، محرم اسرار پروردگار، چنانچہ اہل محبت را چشم بینی از محبت است و اہل ذکر را چشم بینی از ذکر است و اہل فکر را چشم بینی از فکر است و ذکر لازوال مقرب الحق اہل وصال را گویند و فکر فنای نفس را گویند۔ ذکر دوم و فکر تمام اہل مذکور الہام را چشم بینی از مذکور الہام است و اہل معرفت را چشم بینی از معرفت است و اہل قرب حضور را چشم بینی از قرب حضور است و غرق فنافی اللہ فنا و بقا باللہ مقام دوام بذات مشرف نور لقا را چشم بینی عیان بقدرت سبحان۔ ازانست کہ نشان او لانشان است۔ و مکان او لامکان است۔ اینست مراتب کامل قادری کل الکلید فی التوحید باطن معمور آنچہ بالا مقام و ہر یک سالک سلوک تمام مجمل مجموعہ طالب مرید را از حاضرات اسم اللہ ذات ہر یک معائنہ و باتماشا مشاہدہ بنماید و بکشاید کہ بتوفیق تحقیق کند و بعد ازان مرشد کامل قادری را لازم است کہ ارشاد تلقین تعلیم بخشد کہ این چنین ہر یک مراتب محک است از حاضرات اسم اللہ ذات۔ طالب مرید صادق را بنوازد و طالب کاذب را بیاندازد۔

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس

این نصیب قرب معرفت اللہ علماء باللہ و فنا فی اللہ، آنکہ محبت و معرفت فی اللہ توحید محض یگانگت یکتا مع اللہ باخدا کہ خاصہ و خلاصہ با اتحاد متبرکات ذات لازوال با قرب اللہ وصال فارغ از خطرات وہم خیال بالیقین باصدق اعتقاد دریافتن جمعیت کل جمال اخلاق اللہ۔ حاصلیت آن ذات نہ بہ ارشاد است و نہ بہ تلقین است و حق فنا فی حق نور حق الیقین۔

ہی ہوتا ہے۔

اہل محبت و معرفت، صاحب مشاہدہ، محرم اسرار پروردگار ہوتا ہے، چنانچہ اہل محبت محبت کو پیش نظر رکھتے ہیں، اور اہل ذکر ذکر کو اور اہل فکر، فکر کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اہل وصال اور ذکر لازوال کو مقرب حق کہتے ہیں، اور فکر فنائے نفس کو کہتے ہیں۔ ذکر دوام و فکر تمام اہل مذکور الہام کی چشم دید الہام مذکور سے ہوتی ہے۔ اور اہل معرفت، معرفت کو مدنظر رکھتے ہیں، اور اہل قرب و حضور، قرب و حضور کو پیش نظر رکھتے ہیں، اور غرق فنا فی اللہ، بقا باللہ اور مشرف بنور لقا کو مقام دوام عین قدرت ذات سبحانی سے حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا نشان لانشان ہے اور اس کا مکان لامکان ہے۔ یہ مراتب اس کامل قادری کے ہیں جو کل الکلید، غرق فی التوحید اور جس کا باطن معمور ہو، مقام بلند رکھتا ہو اور ایسا شخص ہر ایک سالک سلوک پہ چلنے والے تمام طالب مریدوں کو اسم اللہ ذات کے حاضرات کے وسیلے سے ہر ایک کو معائنہ اور مشاہدہ کرا دیتا ہے اور ہر ایک بات کو کھول کر رکھ دیتا ہے اور با توفیق تحقیق کرا دیتا ہے۔ بعد ازاں مرشد کامل قادری کو لازم ہے کہ تعلیم و تلقین کا ارشاد بخشے۔ اس لیے کہ اسم اللہ ذات کے حاضرات اس قسم کے ہر ایک مرتبہ کے لیے بمنزلہ کسوٹی ہیں، جو سچے مرید کی تو نوازش کرتے ہیں، لیکن جھوٹے طالب کو دور پھینک دیتے ہیں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

یہ قرب و معرفت الٰہی اُن علمائے باللہ اور فنا فی اللہ کے نصیب ہوتے ہیں، جو محبت و معرفت اور توحید الٰہی میں اللہ تعالیٰ سے یگانہ محض ہوں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی متبرک ذات سے لازوال اخلاص و خلوص کے ساتھ قرب و اتحاد رکھتا ہے، وہ خطرات وہم اور خیال سے فارغ ہے اور اُسے یقینی طور پر صدق اعتقاد کے ساتھ جمعیت کُل اور جمال اخلاق الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ اس ذات کی حاصلیت نہ ارشاد سے ہے، نہ تلقین سے، بلکہ یقینی طور پر فنا فی اللہ ہونے

این مقام فقر بقا به حب بران کس روی نمود از نظر اللہ و توجہ حضرت محمد رسول اللہ میکشود۔ درین مراتب جمعیت کلیہ مطالب مقصود مطلوب۔

بیت

سخن کن را براز جانی کُن
فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ بجان عیانی کُن



قولہٗ تعالیٰ :-

فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ[1]

بیت

ھر طرف بینم بیابم ذات نور
ھیچ پنہان نیست اللہ باحضور

مراتب اولیاء اللہ و شرح مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا[2]

مثنوی

جثہ را پنہان کنند در زیر خاک
با تصور اسم اللہ خاک پاک

[1] سورۃ البقرہ، ۲ : ۱۱۵۔ [2] نقل از عین العلم و شرح برزخ۔ صوفیا کا یہ قول ہے جسے ابن حجر سے منسوب کرتے ہیں (احادیث مثنوی، تدوین ڈاکٹر بدیع الزمان فروزانفر، استاد دانشگاہ تہران، تالیف اردو ڈاکٹر محمد عبد اللطیف لاہور، ۱۹۰ء، ص ۱۲۶)

اور نور حق الیقین سے حاصل ہوتی ہے۔ فقر کا یہ مقام جسے بقا بحب کہتے ہیں، ہر اس شخص پر منکشف ہوتا ہے، جس پر اللہ کی نظر ہو اور جس پر حضرت محمد رسول اللہ کی توجہ ہو۔ ان مراتب میں جمعیت کلیہ اور تمام مطالب و مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔

بیت

باتیں کرنے والے کو لے جا اور اپنی جان سے اُسے مشاہدہ کرا "جس طرف مُنہ کرو، اس طرف ہی اللہ کا منہ (توجہ) ہے"، کی حقیقت کا اپنی جان سے مشاہدہ کراؤ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"پس جس طرف تم رُخ کرو، ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے (یعنی وہ متوجہ ہے) اللہ بیشک بے انتہا بخشش کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

بیت

میں ہر طرف دیکھتا ہوں اور ہر طرف "ذات نور" کو پاتا ہوں۔ اہل حضور (عارفوں) سے کوئی چیز (بھی) پوشیدہ نہیں ہے۔

اولیاء اللہ کے مراتب اور "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کی شرح

مثنوی

وہ اپنے جسم (ظاہری) کو خاک کے نیچے چھپا دیتے ہیں، مگر اُن کی خاک پاک اسم اللہ کے ذکر اور تصور میں مستغرق رہتی ہے۔

هر کہ یابد در فنا وحدت لقا
این مراتب یافتن از مصطفیؐ
ہر حقیقت یافت زان تحقیق تر
مُردہ نفس زندہ دل صاحب نظر

بدانکہ مرشد کامل طالب صادق را پنج مقام و پنج گنج و پنج تصور و پنج تصرف و پنج تفکر و پنج ذکر و پنج فیض و پنج عطا و پنج الہام و پنج مذکور و پنج نور و پنج قرب و پنج حضور و پنج فنا و پنج بقا و پنج ادب و پنج حیا۔ این مجموعہ مجمل فقیر عارف مُرشد قادری روز اوّل سبق میدھد طالب صادق را از حاضرات اسم اللہ ذات و اہل ظاہر صاحب تعبد شب و روز محاربہ میکند با عدا اللہ تعالیٰ کہ شیطان و نفس است و فقیر صاحب باطن مرد غازی بہ تیغ تصور یکبارگی سر اغیار را از گردن جُدا کند کہ از محاربہ و جنگ امن یابد۔

حدیث

اَلْاِسْتِقَامَتُ فَوْقَ الْکَرَامَتِ [1]

قولہ تعالیٰ :-

وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ [2]

قولہ تعالیٰ :-

لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ [3]

رویت اُو نہ عکس است و نہ معکوس است و نہ زلف و نہ خط و نہ خال اللہ غیر مخلوق است و تشبیہ دادن با مخلوق شرک و کفر است و با خیال ہر کہ خواہد۔

---

۱ حدیث۔ ۲ سورۃ الشوریٰ ۴۲: ۱۵۔ ۳ سورۃ ھود ۱۱: ۱۰۵

جس کو فنا ہو کر وحدت کی لقا کی حاجت ہو، اس کو یہ مراتب حضرت محمد مصطفیٰؐ کے طفیل سے ملیں گے۔

ہر حقیقت ان سے زیادہ تحقیق کے ساتھ حاصل ہوئی، صاحب نظر سے مُردہ نفس بھی زندہ دل ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ (فقیر) مُرشد کامل پہلے ہی روز طالب صادق کو اسم اللہ ذات کے حاضرات کی برکت سے پانچ مقام، پانچ خزانے، پانچ تصوّر، پانچ تصرف، پانچ تفکر، پانچ ذکر، پانچ فیض، پانچ عطا، پانچ الہام، پانچ مذکور، پانچ نُور، پانچ قرب، پانچ حضور، پانچ فنا، پانچ بقا، پانچ ادب، اور پانچ حیا کا مجموعہ بخشتا ہے (برخلاف اس کے) اہل ظاہر دن رات عبادت میں مشغول رہ کر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے برسرِ پیکار رہتے ہیں، مگر صاحب باطن فقیر مرد غازی کی طرح تصور کی تلوار سے یکبارگی دشمنوں کے سر گردن سے جُدا کر دیتا ہے، اور جنگ و جدل سے امن میں ہو جاتا ہے۔

حدیث

"استقامت کرامت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"اور قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم ہُوا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔"

باری تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"جس دن وہ آئے گا، کوئی جاندار بات نہ کر سکے گا، مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعضے بدبخت ہیں اور بعضے نیک بخت۔"

اللہ تعالیٰ کی رویت عکس نہیں اور نہ ہی وہ معکوس ہے اور نہ ہی وہ زلف اور خد و خال رکھتا ہے، کیونکہ وہ غیر مخلوق ہے۔ اس واسطے اپنے خیال کے مطابق اسے مخلوق سے تشبیہ دینا سراسر شرک و کفر ہے۔

بیت

یافتن دیدار توحیدش جمال   اسم اللہ با تصور غرق گرداند وصال

آدمی انسان را معرفت و قرب انسان البشر عزت و حرمت و برکت نفس رفیق اہل توفیق بیشتر از فرشتہ ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [1]

بیت

آدمی را قرب از نفس و ہوا   عارفان را نفس در حکم خدا

حدیث

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ [2]

علم معرفت توحید اللہ است بدانکہ :۔

بیت

شد تصرف عمر خواندن بارقم   معرفت حاصل نشد افسوس و غم

بدانکہ بعضی علماء میگویند کہ درین زمانہ ہیچ فقیر ولی اللہ لایق ارشاد و تلقین

[1] سورۃ البقرہ، ۲ : ۲۸۶

[2] مشکوٰۃ، ابن ماجہ

بیت

اسکی توحید کے جمال کا دیدار پانا (کرنا) اور اپنے آپ کو اسم اللہ کے تصور میں غرق کر دینا وصال کہلاتا ہے۔

انسان کے لیے معرفت اور انسان البشر کی قربت الٰہی عزت و حرمت کا باعث ہیں اور اسی سبب سے اہل توفیق اپنے شریف نفس کی برکت سے فرشتہ سے بہتر مانے گئے ہیں
ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔"

بیت

آدمی اپنے نفس و ہوا سے زیادہ قریب ہوتے ہیں، مگر جو لوگ عارف حق ہیں، اُنکے نفس اللہ تعالیٰ کے حکم کے ہر وقت تابع ہیں، یعنی وہ کبھی خدائے قدوس کی حکم عدولی نہیں کرتے۔

حدیث

"ہر ایک مسلمان عورت اور مرد پر علم کا حصول فرض ہے۔"

اس علم سے مراد معرفت و توحید الٰہی ہے (اے طالب صادق!) جان لے کہ

بیت

افسوس تمام عمر علم (ظاہری) پڑھتے پڑھتے اور لکھتے تمام ہو گئی، مگر مقام افسوس و غم ہے کہ معرفت الٰہی (پھر بھی) حاصل نہ ہوئی۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ بعض علماء کہا کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر

نیست معلوم شد کہ این نیز فریب نفس وحیلہ شیطان است واز سر نفس وانا ہوائفس ایشان را بازدارد از معرفت خدا۔

حدیث

لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ [1]

عجب دارم ازان قوم کہ از درم دینار وزر معاش فخر دارند واز ذکر فکر محمدیؐ شرم دارند۔

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ [2]

حدیث

تَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ [3]

بیت

آنچہ خوانی از اسم اللہ بخوان　　اسم اللہ با تو ماند جاودان

دانی کہ چون روح اعظم در وجود معظم حضرت آدمؑ آمد گفت : یا اللہ و بگفتن علم۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا [4] واضح گشت۔

وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ [5]

رخ نمود تا قیامت بر خیزد۔ ہنوز آدمی بکنہ اسم اللہ ذات نرسیدہ باشد۔ ای احمق ! مرض نفاق قلبی تمام وجود را خوردہ است۔ طلب طبیب القلوب مرشد حق بکن کہ از مرض باطل وجود صحت یابد۔

---

[1] حدیث۔ [2] زین العلم از ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔
[3] عین العلم و ابن ماجہ [4] سورۃ البقرہ، ۲ : ۳۱
[5] سورۃ العلق، ۹۶ : ۵

ولی اللہ ارشاد و تلقین کے لائق نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا یہ کہنا بھی نفسانی فریب اور شیطانی حیلہ ہے۔ نفس کی وجہ سے اور نفسانی خواہشات کی انا کے طفیل انکو معرفت الٰہی سے باز رکھتا ہے۔

حدیث

جب تک روئے زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا، قیامت برپا نہیں ہوگی (اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت تک اہل اللہ ہوتے رہیں گے اور کوئی زمانہ ان سے خالی نہ ہوگا)

مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو دنیاوی درم و دینار اور روز معاش پر فخر کرتے ہیں اور ذکر، فکر، معرفت اور فقر محمدیؐ سے شرم کرتے ہیں۔

حدیث

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

حدیث

دنیا کا چھوڑ دینا تمام عبادتوں کی اصل ہے اور دنیاوی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

بیت

تو جو کچھ بھی پڑھے، اسم اللہ سے پڑھ۔ یہ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

کیا تجھے معلوم ہے کہ جب روح اعظم حضرت آدم علیہ السلام کے وجود معظم میں داخل ہوئی تو اُس نے یا اللہ کہا اور آدمؑ کو ان سب کے نام سکھائے۔ اسکے علم سے انسان کو وہ کچھ سکھایا، جو اُسے معلوم نہ تھا، منکشف ہو گیا۔ خواہ قیامت تک انسان علم سیکھتا رہے، تو بھی وہ اسم اللہ ذات کی کُنہ تک نہیں پہنچ پائے گا۔ اے احمق ! قلبی نفاق کے مرض نے تیرے تمام وجود کو کھا لیا ہے۔ کسی طبیب القلوب مرشد حق کی تلاش کر، تاکہ اس باطل مرض سے (تیرا) وجود صحت پائے۔

رُباعی

طالبی حق کس ندیدم مُرشدی باشد کجا
مگس را قدرت نباشد کی بپرد با ہُما
گر بیاید طالبی حق حاضرم
با تمامیت رسانم یک سخن



این انسان را وجود گنج و خزائن اللہ با حکمت است و نفس طلسم است و این طلسم را سوختن و فنا کردن و خزانہ گنج در تصرف قبض خود آوردن با حکمت کلید اسم اللہ است و حکم و رحکمت اسم طلسم مرشد کامل صاحب طلسم واقف اعظم با اسم باشد۔ عارف باللہ کامل اسم مسمّٰی میکشاید۔ این طلسم مشکل کشا دمعمّٰی است۔

رُباعی

طلسم را با اسم سوزم بازدم
آن دم آتش ز وحدت جان تنم
آن دم نور است با قربش حضور
شد حضوری قرب زان دم ذات نور



صاحب تصور اسم اللہ ذات را از غلبات زیادہ مشق وجودیہ تصرف اسم اللہ ذات از جثۂ نفسانی جثۂ روحانی میسر آید و آن جثۂ روحانی ہمیشہ بغرق معرفت الا اللہ و مجلس حضرت محمد رسول اللہ، چنانچہ بحضور ضامن چون از جثۂ نفسانی گناہ کبیرہ یا صغیرہ واقع می شود جثۂ نفسانی را

رُباعی

مَیں نے طالب حق کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر ایک مُرشد کامل کہاں ہوگا؟ بھلا مکھی کو کب قدرت و طاقت حاصل ہے کہ وہ ھُما کے ساتھ پرواز کرے۔

اگر کوئی طالب حق آئے، تو مَیں اُس کو ہدایت دینے کے لیے حاضر ہوں اور میں اُس کو صرف ایک بات میں تمامیت و کمال تک پہنچا دوں گا۔

یہ انسانی وجود خدائی خزانوں اور حکمتوں سے بھرپور ہے اور نفس اس میں بمنزلہ طلسم ہے اور اس طلسم کو جلا اور فنا کرکے غیبی خزانوں کو اپنے تصرف میں حکمت سے لانا اسم اللہ ذات کی چابی سے ہوسکتا ہے۔ طلسم کے اسم کی حکمت میں صاحب طلسم یعنی مرشد کامل کا حکم چلتا ہے، کیونکہ وہ اسم اعظم سے واقف ہوتا ہے۔ عارف باللہ کامل ہی اسم مسمّٰی کو کھول سکتا ہے۔ یہ طلسم (گویا) معمّٰی کا مشکل کُشا ہے۔

رُباعی

مَیں طلسم (ہوا و نفس) کو اسم اللہ سے جلا دوں گا اور پھر دم کو اور جان و تن کو آتش وحدت سے سوختہ کردوں گا۔

اس وقت اس کے حضور کے قرب کا نور ہی نور ہوگا۔ اس وقت بس "ذات نور" کی حضوری قرب ہی ہوگی اور سب کچھ فنا ہوجائے گا۔

اسم اللہ ذات کے تصور والے کو مشق وجودیہ تصرف اسم اللہ ذات کی زیادتی سے جثۂ نفسانی سے جثۂ روحانی حاصل ہوتا ہے اور وہ جثۂ روحانی ہمیشہ معرفت الا اللہ اور مجلس حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں غرق رہتا ہے۔ وہ حضوری کا اس طرح ضامن ہوتا ہے کہ جب جثۂ نفسانی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہوتا ہے، تو وہ نفسانی جثۂ کو

مشروحاً معذب و تائب گرداند وچون جثۂ نفسانی از دنیا نقل کند جثۂ روحانی را این چنین قدرت است کہ جثۂ نفسانی را مثل لباس جامہ پوشیدہ مدام مدخل مجلس حضرت محمد مصطفیٰ حبیب خدا حاضر میباشد۔

حدیث

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ط

اینست مراتب اولیاء اللہ فقیر۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط [1]

بدانکہ اساس معرفت موت است فنا و متوسط معرفت حیات ست بقا و انتہاء معرفت ذات است لقا، عارف کہ با این سہ مراتب نرسد آنرا فقیر عارف باللہ نتوان گفت از سر ہوا۔

ابیات

موت مرہم صحت است با جان تن	ہر کہ مژدہ موت بدہد جان من
عاشقان را موت کی باشد روا	اسم اللہ بردہ حاضر باللقاء
غیر این کس درنگنجد ہم راز	این فیض فضلش بخشش رحمت نواز
باہوؒ را چون شد لقا موتش شفا	نفس با موت باہوؒ با خدا

---

[1] سورۂ یونس، ۱۰: ۶۱

فوراً عذاب دے کر اس سے توبہ کراتا ہے۔ جب جثۂ نفسانی دنیا سے انتقال کرتا ہے، تو روحانی جثے میں اس قدر طاقت آجاتی ہے کہ وہ نفسانی جثہ کو لباس کی طرح پھینک کر ہمیشہ کے لیے حضرت محمد مصطفیٰؐ حبیب خدا کی مجلس میں داخل ہوجاتا ہے۔

حدیث

"موت ایک پُل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔"

یہ مراتب اولیاء اللہ فقیر کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

"خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ تو کوئی غم ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہوں گے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ معرفت کی بنیاد موت اور فنا ہے اور معرفت کی متوسط، حیات اور بقا ہے اور معرفت کی انتہا لقائے ذات ہے۔ جو عارف ان تینوں مراتب کو نہیں پہنچتا، اُسے فقیر عارف باللہ نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ ہوا و ہوس کا بندہ ہے۔

ابیات

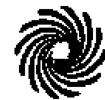
موت جان و تن کے واسطے مرہم صحت ہے۔ جو مجھے موت کی خوشخبری دے، وہ میری جان (محبوب) ہے۔

عاشقوں کے واسطے موت کب جائز ہے، وہ تو اپنے محبوب حقیقی (حق تعالیٰ) کا نام (اسم اللہ) لے کر لقا کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

سوائے اُن کے اور کوئی نہ اس راز کو جان سکتا ہے اور نہ یہاں کسی اور کی گنجائش ہے، یہ اس کے فضل و کرم کا فیض ہے اور اس حق نواز کی رحمت و بخشش ہے۔

باہوؒ کو جب اس کی لقا حاصل ہوئی تو اس کو موت بھی شفا ہوگی اور اگرچہ اُسکے نفس

بدانکہ فقیر کامل قادری آنست کہ طالب اللہ را آنچہ ظاہر و باطن مقامات ذات صفات
ذکر، فکر، معرفت، مشاہدہ، توحید قرب اللہ حضور، ذات نور ہر کہ بکشاید با توفیق از طریق
تحقیق حقیقت از طی اسم اللہ ذات بکشاید و بیناید برحق است کہ از حق است و سوای از
اسم اللہ ذات آنچہ بیناید باطل زدہ آفات رجعت خوردہ غلط است و استدراج است
و بی جمعیت است ابتدا و انتہا اہل تصور را لعیان است و صاحب عیان را بذکر، فکر،
ورد و وظائف رجوع آوردن مطلق رجعت و زیان است کہ تصور اسم اللہ ذات مطلق توحید از
تکلیف تقلید بعید است۔ مرشد کامل صاحب تصور قادری مراتبہ یکبارگی از تصور اسم اللہ
ذات میکشاید مرتبۂ محبت کہ در مراقبہ و یا در خواب و یا آنکہ بعین عیان اول در باطن بسلطان
الفقر ملاقات کند و سلطان الفقر در باطن غرق کند فنا فی اللہ در دریا توحید بذات نور و یا آنکہ
میسر و بہ مجلس محمدیؐ حضور و بعد ازان ببرکت مشرف سلطان الفقر در وجود صورت نفس نور
و صورت قلب نور و صورت روح نور و صورت سر نور ہچون ہر چہار صورت نفس مجموعہ یکی
گردد۔ بعد ازان در وجود یک صورت نور مثل آفتاب پیدا می شود کہ ہر چہار صورت
مذکور تلقین و تعلیم کند کہ آن محض توفیق الٰہی است و چون در وجود پیدا میشود الٰہی توفیق ہر
دو جہان بمثل ترازو وزن کند با تحقیق۔ اینست مراتبہ صراط المستقیم و بحق تسلیم دھر کہ بہ
تصور اسم اللہ ذات در طی حیّ وجود در آید ولایت با ھدایت توفیق کونین را بمقدار پر پشہ
بیناید۔ ھر کہ با این مراتب رسد وجود او نور است و آنچہ میخورد نور است دھر
کہ در اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ برسد فی اللہ وصال آنچہ داند بخورد بسردی



کو موت آگئی، مگر باہُوؒ با خدا اور واصل حق ہو گیا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ کامل فقیر قادری وہ ہے، جو طالب اللہ کو ذات و صفات
کے ظاہری اور باطنی تمام مقامات ذکر، فکر، معرفت، مشاہدہ، توحید و قرب حضور الٰہی، نور ذات،
جو کچھ منکشف کرے، اسم اللہ ذات کے حاضرات سے از طریق تحقیق حقیقت با توفیق کرے،
اور دکھلا دے، برحق ہے، کیونکہ یہ منجانب اللہ حق ہے اور اسم اللہ ذات کے بغیر جو کچھ دکھاتا
ہے، وہ باطل زدہ آفات ہے، اس نے رجعت کھا کر غلطی کی ہے استدراج میں پڑا ہوا ہے
اور بے جمعیت ہے۔ اہل تصور پر ابتدا اور انتہا عیاں ہوتی ہے اور صاحب عیاں کو ذکر، فکر،
ورد و وظائف کی طرف ترغیب دلانا سراسر باعث رجعت و نقصان ہے، کیونکہ اسم
اللہ ذات کا تصور مطلق توحید ہے اور تکلیف اور تقلید سے بعید ہے، صاحب تصور قادری
کامل مرشد اسم اللہ ذات سے یکبارگی مرتبۂ محبت منکشف کرتا ہے، جس کے ذریعہ مراقبہ
یا خواب میں یا عین بعین اوّل باطن میں سلطان الفقر سے ملاقات کرتا ہے اور سلطان الفقر
اس کو باطن میں فنا فی اللہ میں غرق کرتا ہے اور دریائے توحید ذات و نور میں ڈبو دیتا ہے۔
یا یہ کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ بعد ازاں سلطان الفقر کی ملاقات
سے مشرف ہونے کے باعث وجود میں نفس، قلب، روح اور سر کی صورتیں سراسر نورانی ہو جاتی ہیں، جب یہ
چاروں مجموعی صورتیں نورانی ہو کر ایک ہو جاتی ہیں، تو پھر وجود میں ایک صورت نور آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی
نمودار ہوتی ہے، جو سر چہار صورت مذکور کو تعلیم و تلقین کرتی ہے اور یہ محض توفیق الٰہی ہوتی ہے اور جب وجود میں
پیدا ہوتی ہے تو الٰہی توفیق سے دونوں جہان ترازو کی طرح تول کر تحقیق کر لیتی ہے۔ یہ مراتب صراط المستقیم
اور بحق تسلیم کے ہیں اور جو کوئی اسم اللہ ذات کے تصور سے وجود کی حیّ طی کرتا ہے، اسے ولایت
با ہدایت کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور دونوں جہان کو مچھر کے پر کی طرح (بے حقیقت) جانتا
ہے۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچتا ہے، اُس کا وجود نور ہو جاتا ہے اور جو کچھ کھاتا ہے، وہ بھی
نور ہوتا ہے، جو شخص اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، پس وہی اللہ ہے)

حلال کہ بر تمام خلق اللہ حق اُو شود و آنچہ بخورد از گردن خلق حق ساقط گردد و تمام زمین از قدم اُو قائم مقام سلامت ماند۔

بدانکہ نماز دو قسم است۔ نماز مُردہ دلان را بخطرات رسم و رسوم و نماز اہل دلان بحضور القلب با جواب صواب۔ چنانچہ :۔

حدیث

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ [1]

حدیث

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ [2]

سر از سجدہ بر وارند تا آنکہ الہام از اللہ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ صَلٰوۃُ تَقَبَّلَ اللہُ بگوش دلیل قطعی از دل بشنوند۔ پس این چنین نماز اہل دل را یک سجدہ بمقام ازل با صفِ روحانی انبیاء و اولیاء و سجدہ دوم کہ در جنّت الفردوس بحضور الحق۔

بیت

روی بسوی قبلہ کنم دل کنم با حضور
نفس را فنا کنم و روح غرق نور
اینست مراتب محققان نماز با سَمِعَ اللہُ راز۔

[1] انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویۃ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۳۴۶
[2] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ۔

کے مرتبے پر پہنچتا ہے، تو وہ واصل حق بن جاتا ہے۔ اس حالت میں جو چاہے کھائے اس کے لیے حلال ہے اور تمام خلق اللہ پر اس کا حق ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، اس کا حق خلق اللہ کی گردن سے ساقط ہو جاتا ہے، اور تمام دنیا اس کے قدم کی برکت سے سلامتی کی قائم مقام (ضامن) ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ نماز دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مُردہ دلوں کی جو خطرات و رسم و رسوم سے ادا کی جاتی ہے، دوسری اہل دل کی جو حضوری قلب سے ادا کی جاتی ہے اور جس کا جواب باصواب ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے :۔

"نماز مومنوں کے لیے معراج ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) زندہ اور سب کو تھامنے والا ہے۔"

دوسری حدیث ہے :۔

"حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔"

یہ لوگ سجدہ سے سر اس وقت اُٹھاتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے لَبَّیْكَ عَبْدِیْ صَلٰوۃُ تَقَبَّلَ اللہُ (اے میرے بندے! میں حاضر ہوں اور یہ کہ تیری نماز اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہے) کانوں سے اور دلیل قطعی دل سے سُن لیتے ہیں۔ پس اہل دل کی اس قسم کی نماز کا ایک سجدہ مقام ازل میں انبیاء اور اولیاء کی روحوں کی صف کے ساتھ اور دوسرا سجدہ جنّت الفردوس میں اللہ تعالیٰ کے روبرو ہوتا ہے۔

بیت

میں (اپنا) چہرہ تو قبلہ کی طرف کرتا ہوں اور دل با حضور اللہ کرتا ہوں، میں اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہوں اور (اپنی) روح کو غرق نور کرتا ہوں۔
نماز کے یہ مراتب اُن محققوں کے ہیں، جو راز الٰہی سُنتے ہیں۔

بیت

دل پریشان و مصلّی در نماز
خاک بادا این چنین دل بی نیاز



و مشق تصور لوجودیہ اسم اللہ ذات قید کند دل از جملہ خطرات و تصور اسم اللہ حضوری راہ است و فیض فضل اللہ بخشش اللہ است۔ این چنین فقیر قادری را مالک الملکی قطب وحدت خوانند۔

رُباعی

در حلق عارف رود لقمہ حلال
آنچہ داند میخورد اہل وصال
ہر کرا بانظر گردد لقمۂ نور
آنچہ داند میخورد اہل حضور



چنانچہ حضرت مولوی رومؒ میفرماید: ۔

بیت

ہر کرا شد لقمہ ای از نور جمال
آنچہ داند میخورد بر وی حلال

بیت

(اور ایسی نماز جس میں) دل تو پریشان ہو اور نماز پڑھنے والا نماز میں ہو، ایسے بے نیاز اور بے حضوری دل پر خاک پڑے (ایسی نماز کا کوئی فائدہ نہیں ہے)

اسی مناسبت سے ترجمان راز مولانا رومیؒ نے فرمایا: ۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر   این چنین تسبیح کی دارد اثر

(یعنی زبان پر تو اللہ کا ذکر ہو، مگر دل میں دنیاوی خیالات مچل رہے ہوں، تو اس قسم کے ذکر و اذکار کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟)

اسم اللہ ذات کے تصور سے مشق وجودیہ دل سے تمام خطرات کو دُور کر دیتی ہے۔ اسم اللہ ذات کا تصور حضوری کی راہ، فیض فضل اللہ از بخشش و عطائے الٰہی ہے۔ اس قسم کے فقیر قادری کو مالک الملکی اور قطب وحدت کہتے ہیں ؎

رُباعی

مرد عارف کے حلق میں ہمیشہ لقمۂ حلال ہی جاتا ہے۔ اس وجہ سے اہل وصال جس کو (حلال و جائز) جانتے ہیں، اسی کو کھاتے ہیں۔

وہ لقمہ جس کے کھانے سے نظر میں نورِ معرفت پیدا ہو، جس کو ایسا جانتے ہیں، اُس کو اہل حضور کھاتے ہیں۔ (وہ حرام کی روزی سے بھوکا مر جانا بہتر سمجھتے ہیں) چنانچہ حضرت مولانائے رومؒ فرماتے ہیں ؎

بیت

جس ایک لقمہ (حلال) سے نورِ جمال حاصل ہو جس کو وہ ایسا جانتے ہیں، اس کو وہ از روئے

وطالب ہر کار دینی و دنیوی کہ میکند بغیر از حکم و اجازت مرشد نکند و آنچہ احوالات خواب و مراقبہ، دلیل، الہام، شبینہ و روزینہ حقیقت، واردات علم غیبی، فتوحات رحمانی و آنچہ خطرات نفسانی و وسوسہ، وہمات شیطانی پیش مُرشد بیان کند کہ این ہر یک را معالجہ مُرشد طبیب القلب تداوی میکند۔

ای طالب احمق! از مُرشد کامل تصوّر اسم اللہ ذات باعیان حضور طلب کن نہ از ذکر فکر مذکور۔

ابیات

دیدۂ دل دیدار بردہ دیدۂ سر بردہ ہوا
از ہوای باز دارد مُرشدی رہبر خدا
دیدار در دیدہ بود با دیدۂ دل دیدار در
دیدہ را دیدار بردہ ظاہر و باطن نگر
مُرشدی بخشد محبت معرفت حق نورِ ذات
از تصوّر اسم اللہ طالبی گردد حیات
مُرشدی نامرد ناقص ذکر و فکر باھوا
این ھوا را میسر آرد کی خدا دارد روا
باھُوؒ در وجود قلب ذکر ناقص ناتمام
قلب مثلث آفتابی گشت روشن ہر مقام



طالبی و مُرشدی نہ آسان کار است خیلی مشکل و دشوار است۔

حلال کھاتے ہیں۔

اور طالب کو ہر دینی یا دنیاوی کام جو وہ کرتا ہے، اس کو چاہیے کہ وُہ مرشد کی اجازت کے بغیر نہ کرے اور دن رات کے احوال کے خواب، مراقبہ، دلیل، الہام حقیقت، واردات علم غیبی، فتوحات رحمانی، خطرات نفسانی، وسوسہ و وہمات شیطانی، سب کچھ مُرشد کے آگے بیان کرے تاکہ مُرشد طبیب القلب ان میں سے ہر ایک کا علاج کرے۔

اے احمق طالب! تو مرشد کامل سے اسم اللہ ذات کا تصور باعیان حضور طلب کر، نہ ذکر و فکر مذکور سے

ابیات

دل کی آنکھ تو دیدار الٰہی حاصل کرتی ہے اور سر کی آنکھ ہوائے نفس سے ذوق پاتی ہے اور خواہشات نفسانی سے ایک مُرشد اور رہبر حق بچاتا ہے۔

آنکھوں میں تو دیدار ہوتا ہے تو دل کی آنکھ میں دیدار، تو ظاہری آنکھ کا دیدار چھین کر چشم ظاہر بند کر کے اپنے ظاہر و باطن کا (بخوبی) مشاہدہ کر۔

مُرشد (کامل) محبّت و معرفت حق اور نورِ ذات بخشتا ہے اور اسم اللہ کے تصور سے طالب کو حیات (جاودانی) حاصل ہوتی ہے۔

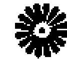
جو مُرشد نامرد و ناقص ہوتا ہے، اس سے حرص و ہوا کا ذکر و فکر حاصل ہوتا ہے۔ ان حرص و ہوا کی باتوں کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کب جائز رکھتا ہے؟

اے باہُوؒ! قلب کے وجود میں ذکر کرنا ناقص، ناتمام اور بیکار ہوتا ہے۔ ذکر تو ایسا ہونا چاہیے کہ جس سے قلب آفتاب کی طرح چمک کر ہر جگہ کو روشن کر دے۔

طالبی اور مُرشدی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ سخت مشکل اور دشوار کام ہے۔

قطعہ

طالب زن سیرتش راسہ طلاق
طالب دنیا بہ شیطان اتفاق
کی تواند معرفت حق راز بر
روز و شب در طلب دنیا سیم و زر
طالب مولیٰ بود مرد خدا
جان و مال و باتصرف سرفدا



طالب دنیا در جہان بسیار است و طالب عقبیٰ بی شمار۔ از ہزار کس باشد با طالب مولیٰ مرد مذکر لائق دیدار پروردگار۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ [1]

مذکر لازوال غرق فنا فی اللہ با وحدت وصال و از ذکر، فکر، دعوت، ریاضت، مجاہدہ، ہزاران ہزار جملہ بہتر است توجہ کامل فقیر یکبار کہ توجہ فقیر کامل از قرب حضور است پروردگار۔ ہر کہ بدین طریق باتوفیق توجہ تحقیق داند توجہ او مثل آب دریا روان گردد روز بروز ترقی بتمام تا قیامت باز نماند۔ بیست توجہ اند دہ توجہ ظاہر است کہ از تلاوت قرآن دعوت روان گردد وده توجہ باطن است کہ بذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، معرفت، توحید، اساس ہر چہ اصل تمام توجہ است

[1] حدیث

قطعہ

اس طالب (مرید) زن سیرت پر تین طلاق ہوں، جو طالب دنیا ہو کر شیطان سے اتفاق کرے، یعنی جو مرید ہو کر شیطانی کاموں میں مبتلا ہو جائے۔

وہ شخص بھلا کب معرفت راز الٰہی کے قابل ہوگا، جو دن رات طلب دنیا اور مال و دولت کی فکر میں رہے۔

مرد خدا صرف طالب مولیٰ ہوتا ہے اور اپنی جان و مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں (خوشی سے) قربان کر دیتا ہے۔

جہان میں دنیا کے طالب بیشمار ہیں اور عاقبت کے طالب بہت ہیں، لیکن ہزاروں میں کوئی ایک آدھ طالب مولیٰ مرد مذکر ہوتا ہے، جو پروردگار کے دیدار کے لائق ہوتا ہے۔

حدیث

دنیا کا طالب مخنث، عاقبت کا طالب مؤنث اور مولیٰ کا طالب مذکر ہوتا ہے۔

مذکر ہمیشہ غرق فنا فی اللہ اور وحدت سے واصل ہوتا ہے۔ ہزار ہا ذکر، فکر، دعوت، ریاضت اور مجاہدہ سے کامل فقیر کی ایک توجہ ہی بڑھ کر ہے، کیونکہ کامل فقیر کی توجہ قرب حضور پروردگار سے ہوتی ہے۔

جو شخص اس طریق سے باتوفیق توجہ تحقیق کرنا جانتا ہے، اس کی توجہ دریا کے پانی کی طرح رواں ہو جاتی ہے اور قیامت تک روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے۔ توجہ (کُل) بیس ہیں۔ دس توجہ تو ظاہری ہیں، جو تلاوت قرآن سے رواں ہوتی ہیں اور دس توجہ باطنی ہیں جو ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، معرفت اور توحید سے رواں ہوتی ہیں۔ ان سب کی اساس

واجابت دُعا قبولیت تصور اسم اللہ ذات است ۔

عجب احمق اند آن طالب کہ مُرشد بغیر از حکم و دستوری طالب ہیچ کار نکند و مرشد از طالب میترسد و می لرزد ۔ این چنین طالب بی بہرہ و بی نصیب ماند از مرشد اگرچہ مصاحب و جان مرشد باشد شب و روز طالب از مرشد چنان ترسد چنانچہ میترسد طفل از استاد و تعلیم علم با ادیب ۔

بیت

طالبی محروم بر مُرشد قوی
کم طالع کم بخت آن اہل از شقی



بدانکہ مُرشد کامل از مادر و پدر مہربان تر کہ پروردگار در نظر کہ مُرشد کامل میکشد رنج و طالب را می بخشد گنج و مُرشد کامل خود محتاج و طالب صادق را میگرداند لایحتاج و مرشد در مرتبہ نماز ثواب و طالب اللہ را مرتبہ می بخشد فی اللہ در نماز راز بی حجاب ۔

ابیات

باہُوؒ مرشد بسیار طالب کی طلب
مُرشد طالب بسی دنیا کلب
از ہزاران کس بود مُرشد طبیب
برد طالب را محمدؐ با حبیب

اور اصل توجہ ہے اور دُعا کی اجابت اور قبولیت بھی اسم اللہ ذات کا تصور ہے ۔

وُہ طالب نہایت ہی احمق ہے جو مُرشد کی اجازت کے بغیر کوئی کام کرتا ہے چاہیے کہ طالب بغیر مرشد کی اجازت کے کوئی کام نہ کرے اور جس طالب سے مُرشد ڈرے اور کانپے، ایسا طالب سخت بے بہرہ اور بے نصیب رہتا ہے، خواہ وہ دن رات مُرشد کا مصاحب اور جانی بنا رہے ۔ طالب کو مُرشد سے اس طرح ڈرنا چاہیے جیسے شاگرد استاد سے اور طالب علم ادیب سے ۔

بیت

جو طالب (مرید) محروم اپنے مُرشد پر قوی ہو، یعنی اس کا خوف نہ کرے اور اس کی حکم عدولی کرے، وہ بدقسمت اور کم بخت سنگدلوں میں شمار ہوتا ہے ۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مُرشد کامل ماں باپ سے (بھی) زیادہ مہربان ہوتا ہے، کیونکہ وہ خود رنج و الم برداشت کرتا ہے اور طالب کو (بے محنت و مشقت) خزانہ بخشتا ہے ۔ کامل مُرشد خود محتاج ہوتا ہے، لیکن طالب صادق کو لایحتاج کر دیتا ہے ۔ مُرشد خود تو نماز ثواب میں ہوتا ہے اور طالب اللہ کو غرق فی اللہ کر کے نماز راز اور بے حجاب کا مرتبہ بخشتا ہے ۔

ابیات

اے باہُوؒ (مرشد کامل ہونا چاہیے) بہت سے مریدوں والے مُرشد کی کب حاجت ہے؟ بہت سے مریدوں کی حاجت رکھنے والے پیر دنیا کے کتے بھی ہوتے ہیں ۔

ہزاروں پیروں میں سے کوئی ایک مُرشد طبیب ہوتا ہے، جو کہ اپنے طالب کو حضرت محمد مصطفٰےؐ حبیب خدا کی خدمت میں لے جاتا ہے ۔

فقیر را مراتب اوّل کشف و دوم کرامات و سیوم کرم۔ مرشد کامل طالب اللہ را باکرم بنوازد و از کشف کرامات بکشد و غرق فی اللہ ذات سازد۔

بدانکہ آدمی را بسیار علم خواندن فرض عین نیست۔ از گناہان برآمدن و از خدای تعالیٰ ترسیدن و باتقوی اعمال نیک دوست داشتن فرض عین است۔ آدمی را علم میباید آنچہ علم ضروری ازان علم باعمل کہ معلوم کند معرفت اللہ با جمعیت قرب حضوری۔ العلم دانستن واقع شدہ چہ چیز دانستن حق و باطل حق چیست؟ و باطل کرا گویند معرفت توحید و طلب اللہ حق است کہ بحق رساند و طلب دنیا و ھوا نفس ہم باطل است کہ حق را بپوشد و بگذارد و باطل را اظہار کند و بردارد در باب ایشان ھر کہ در طلب دنیا بحرص طمع پرستان آنہا چہ طور اند کہ نادانستہ بدتر از ستور ند۔

قولہٗ تعالیٰ:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ [1]

ای عالم نادان! باعلم مشو مغرور۔ طلب کن از مرشد کامل وسیلہ معرفت اللہ قرب حضور۔

قولہٗ تعالیٰ:-

[1] سورۃ اعراف، ۷ : ۱۷۹

فقیر کے تین علی الترتیب مراتب ہوتے ہیں۔ اوّل کشف، دوم کرامات، سوم کرم۔ مرشد کامل طالب اللہ کو کرم کے ساتھ نوازتا ہے اور کشف و کرامات اس پر منکشف کرتا ہے اور فی اللہ ذات میں غرق کرادیتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ آدمی کے لیے زیادہ علم پڑھنا فرض عین نہیں ہے۔ اس کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ گناہوں سے بچے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور تقویٰ کے ساتھ نیک اعمال کو عزیز جانے، یہ فرض عین ہے۔ آدمی کو ضروری علم سیکھنا چاہیے اور پھر اس پر عمل کرنا چاہیے، تاکہ معرفت الٰہی، جمعیت اور قربِ حضوری حاصل ہو۔ علم کے معنی جاننا ہے۔ کیا چیز جاننا ہے؟ حق و باطل میں تمیز کرنا۔ حق کیا ہے؟ اور باطل کسے کہتے ہیں؟ معرفت و توحید اور طلب الٰہی حق ہے، جو حق تک پہنچاتی ہے اور دنیا کی طلب اور نفسانی خواہش بھی باطل ہے، جو حق کو پوشیدہ کرتی اور اس کو چھوڑتی ہے اور باطل کا اظہار کرتی ہے اور اسے برداشت کرتی ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں جو دنیا کی طلب میں مشغول رہتے ہیں اور حرص میں وہ طمع پرست کس طرح ہیں کہ نادانستہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"ان کے دل تو ہیں، لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں، ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں، لیکن ان سے سنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ اور وہ (سب) غافل لوگ ہیں۔"

اے نادان عالم! تو علم پر مغرور نہ ہو۔ تو مرشد کامل سے معرفتِ الٰہی اور قرب حضور کا وسیلہ طلب کر۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ [1]

مُرشد کامل وسیلہ چہ دارد آثار کہ بی ذکر و بی فکر و بی ریاضت غرق کند فنا فی اللہ در معرفت پروردگار کہ طالب اللہ را مستی ہشیاری و بر تن لباس شریعت بپوشد و شب و روز در شریعت بکوشد و در باطن ھر دم دریای معرفت اللہ بنوشد۔ حوصلہ وسیع و دوام حاضر بہ مجلس نبیؐ سرور کائنات بادب لب بلب بستہ خاموش دم نزند و نخروشد و خواب اُو در مشاھدۂ حضوریت بیداری است و این نصیب اہل علم است بدین آثار و الّا نہ جاہلان ھزاران ھزار با جذب دیوانہ کردن چہ مشکل کار است۔ اگر کسی را بانظر در وجود ذکر جاری گردد گوشت و پوست و مغز و استخوان و ھر سر مُو زبان بکشاید و بنام اللہ اللہ در خروش در آید و از مستی گرمی ذکر دوازدہ سال از خود بیخود بر یک پہلو افتادہ باشد چنانچہ نہ خبر از گرمی آفتاب تابستان و نہ خبر از سرما زمستان و نہ خبر از اکل و شرب۔ این چنین مراتب بی معرفت اللہ بی قرب است تا آنکہ در سلک سلوک باطن معرفت اللہ حاصل نکند و بر ہستی نفی ہستی دم نزند کذاب اہل حجاب غلط است۔ ھنوز در جذب و مقام جلال، محروم از معرفت، قرب، سرّ اسرار رسانندہ وصال، آری یقین است مرشد کامل اوّل با توجہ علم ظاھری و باطنی می بخشد و بانظر وجود پختہ کند از آنکہ با تیغ تصوّر اسم اللہ ذات نفس را قتل کند و با تصرّف اسم اللہ ذات نفس را ذبح کند با تکبیر تحریمہ اللّٰہ اکبر کشت، ھر دو جہان

---

[1] سورۃ مائدہ ۵: ۳۵

"اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔"

کامل مُرشد کے پاس کیا وسیلہ ہوتا ہے۔ اس کے پاس آثار کا وسیلہ ہوتا ہے جس کے سبب وہ بغیر ذکر، فکر اور ریاضت فنا فی اللہ میں غرق کرتا ہے اور اس طرح معرفت پروردگار میں عارف بنا دیتا ہے کہ طالب اللہ مستی اور ہوشیاری دونوں حالتوں میں بدن پر شریعت کا لباس پہنتا ہے اور دن رات شریعت ہی میں کوشش کرتا ہے اور باطن میں ہر دم معرفت الٰہی کے دریا پیتا ہے۔ اس کا حوصلہ وسیع ہو جاتا ہے اور ہمیشہ مجلس نبویؐ میں حاضر رہتا ہے اور باادب لب بلب بستہ خاموش بیٹھا رہتا ہے اور جوش و خروش نہیں کرتا اور اس کا سونا مشاہدۂ حضوری کی وجہ سے بمنزلہ بیداری ہوتا ہے اور انہی آثار کی وجہ سے اہل علم کا یہ نصیبہ ہوتا ہے۔ ورنہ تو ہزارہا جاہلوں کو ایک ہی نگاہ سے جذب کے ساتھ دیوانہ بنا دینا کیا مشکل کام ہے۔ اگر نظر سے کسی کے وجود میں ذکر الٰہی جاری ہو تو اُس کے گوشت و پوست و مغز اور ہڈیاں اور ہر ایک بال زبان بن کر اللہ اللہ کہہ کر جوش و خروش میں آتے ہیں اور ذکر کی گرمی اور مستی سے بارہ سال خود سے بے خود ہو کر ایک ہی پہلو پر پڑا رہتا ہے چنانچہ نہ اُسے موسم گرما میں سورج کی گرمی کی خبر ہوتی ہے اور نہ اُسے موسم سرما کی سردی کی اطلاع۔ اور نہ کھانے پینے کی اُسے سُدھ بُدھ رہتی ہے۔ اس قسم کے مراتب بھی بے معرفت الٰہی اور بے قرب کے ہیں جب تک کہ وہ باطنی سلوک میں معرفت حاصل نہ کرے، اُسے ہستی کی نفی کا دم نہ مارنا چاہیے، کیونکہ تب تک وہ جھوٹا اور غلط کہنے والا اہل حجاب ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ ابھی تک جذب اور مقام جلال میں ہوتا ہے۔ معرفت، قرب اور سرّ اسرار سے محروم ہوتا ہے۔ ہاں وصال کے درجہ تک پہنچانے والا یقیناً ہے کامل مُرشد پہلے توجہ سے ظاہری اور باطنی علم بخش دیتا ہے اور نظر ہی سے وجود کو پختہ کر دیتا ہے، کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے وہ نفس کو قتل کرتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصرف سے نفس کو مار ڈالتا ہے اور اللہ اکبر کی تکبیر تحریمہ سے ذبح کرتا ہے اور دونوں جہان کو

را در قید قبض تصرف دارد و در یکدست مشت آن را چہ حاجت است. خواندن و نوشتن و رقم رقوم قلم گرفتن باسہ انگشت۔

بیت

علم یک حرف است یا نقطہ بدان
میکشا از اسم اللہ خوش بخوان



ہر کہ در مطالعۂ لوح ضمیر درآید علم علوم رسم رسوم و علم علوم حیّ قیّوم، مطالعۂ لوح محفوظ از مطالعۂ لوح ضمیر میکشاید و عینہ بعین بینماید۔ ازین علم عجب مدار و عیب مبر، بلکہ ہر کرا طیّ اسم اللہ ذات بکشاید و غرق فی اللہ و اسم اللہ ذات بقا باللہ درآید۔ در نظر او کونین ہر دو جہان بمقدار دانۂ سپند و یا دانۂ خشخاش و یا بمقدار پر پشہ می نماید۔

بیت

ہر کی علم است از علم خدا
خود پرستی علم شیطان سرہوا



اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ[1]

ہر کہ بر علم اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ دارد نظر وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، سرزنش و خطاب شیطان یافت کہ از علم اَنَا یافت۔ دنیا یک شب است و قیامت یوم الحشر یک روز حساب گاہ

[1] حدیث: التشرف

اپنے قبضے اور تصرف میں لے آتا ہے اور جس کے ہاتھ کی مٹھی میں دونوں جہان ہوں اُسے لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے اور لکھنے لکھانے کے لیے اُسے تین انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

بیت

علم (حقیقی) تو صرف ایک حرف ہے یا اس پر ایک نقطہ ہے۔ تو اس علم (کی گتھی) کو اسم اللہ ذات سے کھول اور خوشی سے پڑھ۔

جو شخص لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے، اُسے اس مطالعہ سے تمام رسم و رسوم، حیّ و قیّوم اور لوح ضمیر کے علوم منکشف ہوتے ہیں اور عین بعین دیکھنے لگتا ہے۔ اس علم سے تو تعجب نہ کر اور اس پر نکتہ چینی نہ کر۔ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس پر اسم اللہ ذات کی طی منکشف ہوتی ہے اور فنا فی اللہ ہو کر بقا باللہ ہو جاتا ہے، تو اس کی نظر میں مقدار کے لحاظ سے دونوں جہان ہرمل کے دانے یا خشخاش کے دانے یا مچھر کے پر کے برابر دکھائی دیتے ہیں۔

بیت

ہر ایک علم علم الٰہی سے نکلا ہے اور خود پرستی کا علم شیطانی ہے اور وہ حرص و ہوا کا حامل ہے۔

علم سب سے بڑا حجاب ہے۔ جو شخص "اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ" والے علم پر نگاہ رکھتا ہے، تو اسے بھی شیطان کی طرح قیامت کے دن تک اللہ تعالیٰ کی لعنت نصیب ہوتی ہے۔ شیطان نے جو سرزنش پائی اور شیطان کا خطاب پایا، وہ اس نے علم انا کی وجہ سے پایا۔ دنیا ایک رات ہے اور قیامت یوم الحشر ایک دن حساب کا ہے۔

فقیران المُفلِسِ فِی اَمَانِ اللّٰہِ خالص مخلص بی حساب داخل جنت نظر بر اللہ است ۔

حدیث

لِکُلِّ شَیْئٍ مِفْتَاحٌ وَّ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ اللّٰہِ ؎

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

بدانکہ طالب را منصب یقین است و طالب یقین دارد بر مربی با اعتبار ۔ ای طالب احمق بی نصیب شرمندہ محروم از معرفت اللہ دیدار ۔ ای طالب بی شعور احمق بی ادب و بی حیا بر افعال و احوال و اقوال و بد اعمال مرشد نظر مکن بر معرفت قرب وصال مرشد نظر بکن ۔ مرشد مثل آئینہ بی کدورت صفا و نماء است ۔ آئینہ رنگ درست مینماید ۔ ہر طریقہ را کہ باشد خواہ سرخ روی خواہ زرد روی و خواہ سیاہ روی ۔ مرشد کامل قادری آنست اگرچہ لباس از اطلس بر تن بپوشد و آنچہ داند لقمہ چرب نفیس خورد و در نظر مردم بحرص ہوا کبر دیک طرفہ زد جدا نگردد از مشرف دیدار لقا کہ از مرشد طالب طلب دیدار لقا رب العلمین کند از دو حکمت خالی نباشد ۔ اگر طالب واقف احوال و حوصلہ وسیع عارف وصال ، با جمعیت عاقبت محمود ، طالبیکہ بدین صفت موصوف نباشد ، عاقبت مردود کہ از گرمی قرب اللہ دیدار رجعت خوردہ سوختہ و دیوانہ و مجنون شود ۔ بار دیدار گران است لایق برداشتن

؎ حدیث

"مفلس فقیر اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے" کے مصداق خالص مخلص فقیر بے حساب جنت میں داخل ہوں گے، کیونکہ ان کی نگاہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے ۔

حدیث

"تمام اشیاء کی چابی ہوتی ہے، سو بہشت کی چابی اللہ تعالیٰ کے فقراء کی محبت ہے ۔"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ۔

(اے طالب مولیٰ!) تو جان لے کہ طالب کا منصب یقین ہے اور طالب کو مربی (مرشد) پر یقین اور اعتبار رہتا ہے ۔ ایک احمق طالب بے نصیب، شرمندہ اور معرفت و دیدار الٰہی سے محروم ہوتا ہے ۔ اے بے شعور احمق اور بے ادب و بے حیا طالب! تو مرشد کے افعال و احوال، اقوال اور اعمال بد پر نگاہ مت کر، بلکہ مرشد کی معرفت اور قرب وصال پر نظر رکھ ۔ مرشد ایسے آئینے کی طرح ہوتا ہے جو بے کدورت اور صفا شدہ ہو ۔ آئینہ صحیح رنگ دکھاتا ہے، اس میں خواہ کوئی رنگ ہو، وہی دکھائی دیتا ہے، خواہ سرخ، خواہ زرد، خواہ سیاہ (اسی طرح مرشد کامل سے اپنا حال ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جاتا ہے)۔ قادری کامل مرشد وہ ہے جو خواہ اطلس کا لباس زیب تن فرمائے، خواہ چرب اور نفیس لقمہ کھائے، لوگوں کی نظر میں خواہ وہ کیسا ہی حرص و ہوا اور کبر میں معلوم ہو، لیکن (اصل میں) مشرف دیدار الٰہی سے ایک پل بھر بھی جدا نہیں ہوتا ۔ جو طالب مرشد سے دیدار رب العالمین کی طلب کرتا ہے، وہ دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوگا ۔ اگر طالب احوال کا واقف اور حوصلے کا وسیع ہے تو عارف وصال، با جمعیت اور عاقبت محمود ہوگا، جو طالب ان صفات سے موصوف نہیں ہے، اس کی عاقبت مردود ہوگی، کیونکہ قرب دیدار الٰہی کی گرمی سے رجعت کھا کر جل جائے گا اور دیوانہ اور مجنوں ہو جائے گا ۔ دیدار کا بوجھ بہت بھاری ہے، اس کو اٹھانے کے لائق بھی

کامل طالب انسان است وطالب از مرشد طلب کند دیدار وطالب آنچه درخواب مراقبه عکس معکوسہ حسن زلف خط خال مخلوق می بیند، بلکہ تجلیات آن دیدار نیست و آنچه مرشد تجلۂ نور دیدار پروردگار نور ذات قرب حضور بنماید وطالب را یاد نماند بران اعتبار نیست آنرا چه علاج است ازبرای جمعیت طالب بگفتۂ مرشد یقین کند و دیدار چهار طریق است فیض فضل ازان روز ازل بعضی از دیدار مجذوب وبعضی از دیدار محجوب وبعضی از دیدار محبوب و آنکه در طی تصور اسم اللہ ذات در مشاهدۂ دیدار است آنرا عارف فقیر عیانی گویند و مقرب الحق ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ [1] ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ [2]

نظم

با ور بود بر مرشد دیدار بر

با ور بود بر مرشد صاحب نظر

از ادب پُر نور گشت این با ادب

بی ادب محروم گشت از لطف رب



آن راه سلک سلوک کدام است کہ انتها و ابتدا در معرفت ، فقر، محبت، توحید، جمعیت، کل جز تمام است تصور با تفکر از سر تا قدم جسم باسم اللہ ذات مشق مرقوم حقایق کونین واضح میگردد معلوم از حی وقیوم وبگذرد از تقلید رسم و رسوم عاقبت مراتب محمود، طالب با مطلوب محبوب القلوب مرغوب

[1] سورۃ المومن ، ۴۰ : ۵۵

[2] سورۃ الرعد ، ۱۳ : ۳۱

کوئی کامل طالب انسان چاہیے۔ اگر طالب مرشد سے طلب دیدار کرے اور طالب خواب میں یا مراقبہ میں عکس معکوسہ، حُسن زلف اور خط وخال مخلوق دیکھ سکے، تو سمجھ لے کہ یہ دیدار کی تجلیات نہیں اور مرشد جو کچھ دیدار پروردگار کے نُور کی تجلیات اور قرب حضور کا نور ذات دکھلائے اور طالب کو وہ یاد نہ رہیں اور اس کو اُن پر اعتبار بھی نہ ہو، تو اس کا کیا علاج ہے؟ طالب کو جمعیت اسی بات سے حاصل ہوتی ہے کہ مرشد کے کہنے کا اعتبار کرے۔

اور دیدار کے چار طریقے ہیں، جو روز ازل سے فیض فضل خداوندی سے نصیب ہوتے ہیں۔ بعض تو دیدار سے مجذوب ہوجاتے ہیں اور بعض دیدار سے محجوب اور بعض دیدار سے محبوب؛ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور کی طے میں مشاہدۂ دیدار میں ہے، اسے عارف فقیر عیانی اور مقرب الحق کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، وہ بیشک خلاف وعدہ ہرگز نہیں کرتا۔"

نظم

تُو دیدار الٰہی کرانے والے مُرشد پر یقین کر، تجھے اپنے مُرشد صاحب نظر پر پورا الیقین ہونا چاہیے۔ (کیونکہ بغیر یقین وعقیدہ کے کچھ میسر نہیں ہوتا)

یہ با ادب (یعنی فقیر باہُوؒ) ادب ہی سے پُر نور ہُوا ہے۔ بے ادب لطف ربانی سے محروم ہوتا ہے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی راہ ہے، جس میں اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم ہے جو کہ جسم کے سر سے قدم تک تصور اور تفکر کے ساتھ کی جائے، انتہا و ابتدا، معرفت، فقر، محبت، توحید، جمعیت اور دونوں جہان کے تمام کل و جُز حقائق اللہ تعالیٰ حی وقیوم کے طفیل واضح اور معلوم ہو جائیں اور انسان رسم و رسوم کی تقلید سے گذر کر عاقبت کے مراتب محمودہ حاصل کر سکے اور طالب مطلوب کو حاصل کر کے محبوب القلوب اور مرغوب بن جائے اور سلک

وآن سلک سلوک راہ کدام است کہ نجس مردار وجیفہ ھفت اندام ھا پاک گردند، تصور، تفکر مشق در وجود باسم اللہ ذات مرقوم ست۔ ازین عمل مشق اسم باجسم ہفت اندام بمثل ہفت دریا عمیق ازطریق باتوفیق بحق رفیق گردد وآنچہ لقمہ در دریا افتد پاک دریا شود۔

این چنین مراتب فقیر اہل تصور اسم اللہ ذات دیدار است۔

بیت

ھر کہ گوید دیدہ زان دیدہ طلب
دیدہ لایق دیدار دل دیدہ قلب



قول صحابیؓ:-

رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ ط

ھر مکان و ھر طبق و ھر دو جہان در دل میگنجد و دل در ہیچ کون و مکان نگنجد کہ از ھر دو جہان وسیع و ملک عظیم است۔ صاحبدل کہ در ولایت دل در آید ھر دو جہان مقدار دانۂ سپند مینماید۔ دل قلب این مضغہ پارۂ گوشت مقام است کہ کل وجز در دل مجموعۂ مجمل خاص وعام تمام است و حاصل کردن مراتب قلب و دل از تصور اسم اللہ ذات است۔ و دل قلب نور غیر مخلوق لطیفہ شریفہ در وجود مثل آفتاب تابش و طلوع روشنی زند و اہل دل انوار روشنی میداند واز ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔

سلوک کی وہ کونسی راہ ہے کہ جس سے نفس مُردار اور ناپاک اور وجود کے ساتوں اعضا بالکل پاک ہوجاتے ہیں۔ یہ بات وجود میں اسم اللہ ذات کی مشق سے حاصل ہوتی ہے، بشرطیکہ تصوّر و تفکر سے کی جائے۔ اس مشق عمل سے وجود کے ساتوں اعضا سات گہرے سمندروں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس طریق سے توفیق بحق رفیق نصیب ہوتی ہے جس طرح دریا میں ہر قسم کا لقمہ پڑنے سے وہ لقمہ پاک ہوجاتا ہے اسی طرح اس کے وجود میں خواہ کسی قسم کا لقمہ پڑے، پاک ہوجاتا ہے۔

اس قسم کے مراتب اس فقیر کے ہیں، جو اسم اللہ ذات کے تصور کے ذریعے اہل دیدار ہے۔

بیت

جو کوئی یہ کہے کہ "دیکھا ہے"، وہ دیدہ (آنکھ) طلب کر، جو دیدہ (آنکھ) لائق دیدار الٰہی ہے، وہ صرف قلب (دل) ہی کی آنکھ ہے۔ (ظاہری آنکھیں جمال الٰہی کا ادراک ہرگز نہیں کرسکتیں)

قول صحابیؓ:-

"میں نے اپنے دل میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔"

ہر ایک مکان اور طبقہ اور دونوں جہان دل میں سما سکتے ہیں، لیکن دل کون و مکان (دونوں جہان) میں بھی نہیں سما سکتا، کیونکہ یہ دونوں جہان سے وسیع اور ملک عظیم ہے۔ جو صاحبدل کہ ولایتِ دل میں آتا ہے، اسے دونوں جہان ہرمل کے دانے کی مقدار کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ دل اور قلب ایک پارۂ گوشت کے لوتھڑے کا مقام ہے، جو دل میں تمام خاص و عام اجمال کا مجموعۂ کل وجز ہے۔ قلب اور دل کے مراتب اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور دل اور قلب میں لطیف و شریف غیر مخلوق کا نور انسانی وجود میں چمکتے ہوئے اور طلوع ہوتے ہوئے سورج کی طرح روشنی دیتا ہے اور اہل دل انوار کی روشنی کو جانتے ہیں، اس روشنی سے کوئی چیز بھی مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔

بیت

دل یکی نظرگاہ ربّانی
خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل قلب نمائندۂ ذات نور، مشرّف حضور دیدار لقا برکندہ از باطل نفس ہوا۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ[1] ط ، اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[2] ط

اینست مراتب فقیر باطن آباد مبارک باد۔

بدانکہ فقیر عارف کامل فی اللہ دوام بمدّ نظر اِلَّا اللّٰہ بنظر رحمت اللہ منظور۔ این معنی مع اللہ حضور۔ این چنین مراتب ولی اللہ معشوق اللہ و عاشق محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فنا فی اللہ در تصور تصرف اسم اللہ۔

شرح عاشق محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم سرورِ کائنات

فقیر عارف باللہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"[3]

قطعہ

در قبر ہرگز نباشد اولیاء
جثّہ را با خود برد عارف خدا

---

[1] سورۃ المومن، ۴۰ : ۵۵

[2] سورۃ الرعد، ۱۳ : ۳۱ [3] نقل از عین العلم و شرح برزخ

بیت

دل تو اللہ تعالیٰ کی ایک نظرگاہ (جلوہ گاہ) ہوتا ہے۔ تو شیطان کے گھر کو دل کیسے کہہ سکتا ہے؟ (یعنی جو دل ہر وقت حرص و ہوا کے شیطانی خیالوں سے بھرپور ہے، اُسے دل کیسے کہہ سکتے ہیں؟)

دل نور ذات کا نمائندہ، حضور دیدار لقا سے مشرّف کرنے والا اور باطل نفس و ہوا کو جڑ سے اُکھیڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔"

"وہ بیشک ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

یہ مراتب باطن آباد فقیر کو مبارک ہوں۔

(اے طالب صادق!) تُو جان لے کہ فقیر عارف کامل فی اللہ ہمیشہ اِلَّا اللّٰہ کو مدّ نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کا منظور ہوتا ہے۔ یہ بات مع اللہ حضور ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس ولی اللہ کے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا معشوق اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عاشق ہو اور اسم اللہ ذات کے تصور و تصرف سے فنا فی اللہ ہو۔

سرورِ کائنات حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عاشق کی شرح

(یہ شخص) فقیر عارف باللہ ہوتا ہے اور "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کے مصداق ہوتا ہے۔

قطعہ

اولیاء اللہ قبر میں ہرگز نہیں ہوتے، خدائے تعالیٰ کا عارف بندہ اپنا جسم (جثّۂ نورانی) اپنے ساتھ (عالم بالا میں) لے جاتا ہے۔

در حرم باشد مدینه هر دوام
روی نبوی را به بیند هر مدام

حدیث

مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ [1]

چون فقیر در خواب و یا در مراقبه و یا باعیان در باطن قرب معرفت اِلاَّ اللہ و مشرف لذّت حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریابد۔ بعد ازان فقیر کامل ہمیشہ ہر دم از اللہ تعالیٰ کہ از دار الفنا نقل کنم بجانب دار البقا و از حضور حکم می شود کہ چند مدت باش در دنیا از برای فیض خلق اللہ و اگر فقیر تمام مراتب خود را در باطن بہ بیند بحکم خود را بدست پارہ کند و یکدم در زندان دنیا زندہ نماند۔

حدیث

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ [2]

حدیث

لَا یُعَذِّبُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

فرد

باہُوؒ موت عارف را بود جنت مقام ⁂ در حیاتی مردہ اند باہر دوام

بدانکہ طالب مرید قادری بچہ شہباز است و شہباز ہرگز خوش نیاید مجلس غلیواز و یا آنکہ طالب مرید قادری شیر است۔ در روی رُوبہ خوشش نیاید و یا آنکہ طالب مرید قادری

---

[1] حدیث
[2] جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف۔

وہ حرم پاک اور مدینہ شریف میں بھی ہمیشہ حاضر رہتا ہے اور روئے نبی صلعم کی ہمیشہ زیارت کرتا رہتا ہے۔

حدیث

جو شخص جس قسم کے لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ وہ بھی انہیں میں سے ہوتا ہے۔

جب فقیر خواب یا مراقبہ میں یا عین عیان باطن میں اِلاَّ اللہ کا قرب معرفت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کی لذت حاصل کر لیتا ہے، تو بعد ازاں فقیر کامل ہمیشہ اور ہر دم اللہ تعالیٰ سے یہی خواہش رکھتا ہے کہ (کسی طرح) دار الفناء سے دار البقا کی طرف منتقل ہو، لیکن بارگاہ الٰہی سے حکم ہوتا ہے کہ خلقت کو فیض الٰہی پہنچانے کے لیے کچھ مدت دنیا میں اور رہو اور اگر فقیر اپنے تمام مراتب کو باطن میں دیکھ لے، تو اپنے ہاتھ سے اپنا پیٹ ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور ایک لمحہ بھی دنیا کے قید خانے میں زندہ نہ رہے۔

حدیث

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

حدیث

دوست دوست کو عذاب روا نہیں رکھتا۔

فرد

اے باہوؒ! (حقیقت میں) موت تو عارف حق کے لیے مقام جنت ہوتی ہے، وہ دنیاوی زندگی میں تو وہ مردہ جیسے ہیں (آرزوئے نفس سے کنارہ کش) اور مرنے کے بعد حیات دوام حاصل کرتے ہیں (اور انعام الٰہی سے فیضیاب ہوتے ہیں)۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ قادری طالب مرید شہباز کا بچہ ہے اور شہباز ہرگز ہرگز چیل کے ساتھ مجلس کرنا پسند نہیں کرتا۔ یا طالب مرید قادری شیر ہے، جو لومڑی کو دیکھنا پسند نہیں

شترمست بارکشد و خار بخورد۔

نظم

درمیان دو چشم بینی شد قبر
از قبر دائم بدانی تو خبر
مرد شو بگذار ہر یک لاسوا
تا شوی یکتا بوحدت آشنا
زین جہان وآن جہان شد یک نفس
زندہ مانی تا بکی ای بوالہوس
باہُوؒ رخت بستہ عمل را تیار کن
از خدا پیغام آمد این سخن
چہ خوش مقام گور گردد بودن دوا
غرق فی التوحید میباشم مدام
باہُوؒ کس مرا بیند نہ بینم من بکس
از خلق خلوت شود اللہ بس
خلق میترسد مرا موتش حیات
از مردہ دل مردم ز دنیا شد نجات
باہُوؒ صد ہزاران آفرین رحمت خدا
از زندگی مردہ شود یابد لقا

و فنا فی اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علماء باللہ ہمیشہ بہ نظر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیاء اللہ ہم علمای عامل و فقیر کامل و طالب لایرد و مرید لا یرید مدام بہ نظر حضرت پیر دستگیر

کرتا۔ یا وہ مست اونٹ ہے، جو بوجھ اٹھاتا ہے اور کانٹے کھاتا ہے۔

نظم

تُو اپنی دونوں آنکھوں سے خود قبر کا مشاہدہ کر۔ تُو قبر کے ذریعے ہمیشہ خبروں سے واقف ہو جایا کرے گا۔ یعنی تجھ کو مکاشفۂ قبور سے بہت سے اسرار کا انکشاف ہو جائے گا۔

تُو مرد (حقیقت) بن اور ہر ایک ماسوائے الٰہی شے کو چھوڑ دے، تاکہ تُو یکتا و یک رُو ہو کر وحدتِ الٰہی سے آشنا و باخبر ہو جائے۔

(حقیقت میں) یہ جہان اور وہ جہان دونوں ایک نفس ہیں۔ اے بوالہوس! تُو کب تک زندہ رہے گا؟ یعنی اگر تو زندۂ جاوید ہونا چاہتا ہے تو "فنا فی اللہ" ہو جا۔

اے باہُوؒ! تو اپنا اسباب سفر باندھ اور عمل کو تیار کر۔ تجھ کو (عنقریب) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کوچ (انتقال) کا پیغام ملے گا۔ یعنی تو مرنے کو تیار رہ اور توشۂ عمل اکٹھا کر۔

ہمیشہ قبر میں رہنے کا مقام کتنا اچھا ہے کہ میں ہمیشہ وہاں غرق فی التوحید رہتا ہوں۔

اے باہُوؒ! نہ کوئی مجھے دیکھے اور نہ میں کسی کو دیکھوں۔ میں بس مخلوق سے علیحدہ خلوت میں رہ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہوں۔

خلقت تو موت سے ڈرتی ہے، مگر میرے لیے موت زندگی ہے (اصل میں) میں مُردہ دل لوگوں کے واسطے مر گیا ہوں اور میں نے دنیا سے نجات حاصل کر لی ہے۔

اے باہُوؒ! اس پر ہزارہا آفرین اور خدائے تعالیٰ کی رحمت ہو، جو ظاہری زندگی سے مُردہ ہو کر دیدارِ الٰہی حاصل کرے۔

جو عالم باللہ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنا ہوتا ہے، وہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ کا ہمیشہ منظورِ نظر ہوتا ہے۔ ایسا شخص عالم بھی ہوتا ہے اور عامل بھی اور فقیر کامل بھی اور پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر قدس اللہ سرہٗ العزیز کا ہمیشہ

شاہ عبدالقادر قدس اللہ اسرارہٗ از آل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اولاد حضرت علیؓ ولی اللہ ادنیٰ ناقص طالب مرید حضرت شاہ جیلانی قادری قدس سرہٗ را مرتبہ از غوث فایق ترکہ دوام حاضر حضرت پیر دستگیر است بمدنظر۔

بیت

باہوؒ شد مریدش از غلامان خاکپا
آن خاک شد سرمہ چشم روشن نما

طالب مدعی بی اخلاص بی ادب بیوفا بی حیا از ان طالب بہتر است سگ آشنا
مرید کہ محبت بدار د مردار دنیا و طلب بمعرفت مردود است۔

حدیث

اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصُلُهَا اِلَّا بِالزُّوْرِ[1]

از معرفت اللہ نامنظور محروم از قرب اللہ بی حضور۔

بیت

گر طالب بہ مرشد میشود صورت طلب
از صورتش مرشد شد نور رب
اینست مراتب فنا فی الشیخ مراتب ادنیٰ درویش۔

بیت

حمایت را کہن دامن ز درویش   بہ از سد سکندر در مدد پیش

[1] کتاب انیس الواعظین

منظور نظر لا یہ مرید ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ کی آل سے اور حضرت علیؓ ولی اللہ کی اولاد سے حضرت شاہ جیلانی قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز کا ادنیٰ ناقص طالب مرید بھی غوث سے بڑھ کر ہوتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے پیر حضرت دستگیرؒ کے ہاں حاضر رہتا ہے اور اس کے مدنظر رہتا ہے۔

بیت

باہوؒ تو ان کے (حضور غوث الاعظمؒ کے) غلاموں کی خاکپا اور مرید ہو گیا ہے اور ان کے پیروں کی مقدس خاک اس کی آنکھوں کی روشن کرنیوالی سرمہ ہے۔

مدعی، بے اخلاص، بے ادب، بے وفا اور بے حیا طالب سے کتا اچھا ہے جو مرید مردار دنیا سے محبت کرتا ہے، وہ طلب معرفت الٰہی میں مردار رہتا ہے

حدیث

دنیا مکر ہے اور اسے مکر ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ایسا (دنیادار) شخص معرفت اور قرب الٰہی سے محروم اور بے حضور ہوتا ہے۔

بیت

اگر طالب مرشد سے صورت کا طلبگار ہوتا ہے، تو مرشد اپنی صورت سے اس کو نور رب کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔

یہ مراتب فنا فی الشیخ درویش کے ادنیٰ مراتب ہیں۔

بیت

پھٹے پرانے دامن والے درویش (کامل) کی حمایت سد سکندری سے بھی بہتر مددگار اور حفاظت کرنے والی ثابت ہوتی ہے۔

طالب راچہ توفیق است کہ مرتبۂ مرشد را کند تحقیق تا آنکہ مُرشد نشود با طالب یکتا از طریق رفیق طالب راچہ قدرت ست کہ بمرتبۂ مرشد رسد تا آنکہ مرشد بطالب اللہ بخش نکند واقف احوال وصال عطا اللہ نکند و طالبیکہ مرشد را در قید خود کند جاسوس از نیک و بد و بر مرشد گردد غالب آن طالب در ھر دو جہان بی مطلوب و بی مطالب ۔

بیت

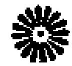
ذکر را بگذار ہم مذکور را
تا شوی عــرفان حق واصل خدا



و این چہ حکمت است کہ اکثر مردم با علم ذکر فکر غوغا ورد وظایف سزاوار واز معرفت تصور اسم اللہ ذات بیزار و منکر از تجلیات ذات نور دیدار در قید نفس آید ۔

بیت

حــرص شہوت بزیر پای درآر
تا شوی آدمی با یکبـار



فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ را فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ دانستہ اند ۔

رُباعی

اسم اللہ بس گران است بی بہا
اســم اللہ را بداند مصطفیٰؐ

طالب کی کیا لباط ہے کہ وہ مُرشد کے مرتبے کو تحقیق کرے، تاوقتیکہ مرشد طریق رفیق سے طالب کے ساتھ یکتا نہ ہو جائے۔ طالب کی کیا طاقت ہے کہ وہ مُرشد کے مرتبے تک پہنچ سکے، تاوقتیکہ خود مُرشد طالب مولیٰ کو عطا نہ فرمائے اور اُسے وصال و عطائے الہٰی کے احوال سے واقف نہ کرے اور وہ طالب جو مُرشد کو اپنے قبضہ میں لاکر اسکے نیک و بد کی ٹوہ میں اکثر رہتا ہے، وہ طالب دونوں جہان میں ناپسندیدہ اور نامراد رہتا ہے ۔

بیت

تُو (اس ظاہری) ذکر کو چھوڑ دے اور مذکور کو بھی، تاکہ تُو عرفان حق تعالیٰ سے مشرف ہو کر خدائے تعالیٰ سے واصل ہو جائے ۔

اور اس میں کیا حکمت ہے کہ اکثر لوگ ذکر و فکر اور اُونچی آواز میں ورد وظائف کو جائز تصور کرتے ہیں (یعنی ورد وظائف میں بہت کچھ شور و غوغا دکھاتے ہیں) لیکن اسم اللہ ذات کے تصور کی معرفت سے بیزار اور نور ذات کی تجلیات کے دیدار سے منکر اور قید نفس میں گرفتار ہوتے ہیں ۔

بیت

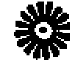
تو حرص و شہوت اور نفسانی خواہشات کو اپنے پاؤں تلے کچل دے تاکہ تو حقیقی معنوں میں (کم از کم) ایک بار تو مرد آدمی کہلا سکے ۔

ایسے لوگوں نے "اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو" کو "اللہ تعالیٰ سے بھاگو" سمجھا ہے ۔

رُباعی

اسم اللہ ذات بیحد بھاری ہے، مگر یہ اس قدر مفید اور بیش قیمت ہے کہ اس کی حقیقت بس حضور محمد مصطفیٰؐ ہی خوب جانتے ہیں ۔

کُنہ اللہ را محمد یافتہ
جان فدا بر اسم اللہ ساختہ



قولہ تعالیٰ :-

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا [1]

فقیر بذکر، فکر، مکاشفہ، ورد وظائف کامل نمی شود و عارف باللہ نگردد بجز تصور اسم اللہ ذات باعیان حضور غرق فی اللہ نور فانی و اہل دعوت کامل نگردد و دعوت در عمل نیاید بجز عمل خواندن بر قبور ہم مجلس روحانی۔

ابیات

شوق رہبر پیشوا شد میرساند با خدا
شوق رہبر پیشوا شد در حضوری مصطفیٰ
شوق رہبر پیشوا شد میکشد نفس از ہوا
باہوؒ شوق حاصل میشود از مرشد باطن صفا



شوق ہمچون آئینہ سکندر و یا جام جمشید جہان نما و شوق چند قسم است. شوق ازلی و شوق فیض فضلی و شوق نعم اللہ و بی شوق تقلیدی بخطرات خللی و این شوق توحیدی۔

[1] سورۃ الاحزاب ، ۳۳ : ۷۲

اسم اللہ کی ماہیت اور حقیقت حضرت محمد مصطفیٰؐ نے پائی ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنی جان پاک اسم اللہ پر قربان کردی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو پیش کی، تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے عجز ظاہر کیا، لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔"

فقیر ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ اور ورد و ظائف سے کامل نہیں ہوتا اور نہ ہی عارف باللہ بنتا ہے، تاوقتیکہ اسم اللہ ذات کے تصور سے عین حضوری کے ساتھ غرق فی اللہ نہ ہو اور اس کی ذات نور میں فنا نہ ہو جائے اور اہل دعوت اس وقت تک کامل نہیں ہوتا اور دعوت رواں نہیں ہوتی، جب تک قبروں پر دعوت عمل نہ پڑھی جائے اور روحانی کا ہم مجلس نہ ہو۔

ابیات

(حقیقی) شوق (طلب صادق) رہبر و پیشوا ہو کر اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے (اور یہی) شوق رہبر و پیشوا ہو کر حضوری سرکار دو عالم سے مشرف کرتا ہے۔

جب شوق رہبر و پیشوا ہوتا ہے، تو تمام نفسانی خواہشات کو ہلاک کر دیتا ہے (مگر) اے باہوؒ یہ شوق (طلب صادق) باطن صفا مرشد سے ہی حاصل ہوتا ہے۔



شوق آئینہ سکندر یا جام جمشید کی طرح جہاں نما ہوتا ہے اور شوق کی کئی قسمیں ہیں (چنانچہ) شوق ازلی، شوق فیض فضلی اور شوق نعم اللہ اور شوق توحید بے شوق (محض) تقلیدی ہوتا ہے، جو خلل و خطرات میں پڑا رہتا ہے۔

ابیات

شوق درھر دل کہ باشد رہبری در کار نیست
سیل بی رہبر بدریا میرساند خویش را
کعبۂ مقصود گر باشد ھزاران سالہ راہ
نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود



وشوق دو قسم است۔ شوق حق روح برسد بہ نبیؐ و بندگی وشوق باطل نفس بر سر شرمندگی وشوق قلب جاودانی حیات زندگی وشوق سہ حروف است۔ شؔ وؔ قؔ۔ پس از حرف شؔ شہادت گواہی میدھد واز حرف وؔ واقف احوال معرفت اللہ وصال واز حرف قؔ قتل نفس۔ این چنین شوق رحمانی است قاتل قربانی۔ شوقیکہ بدین صفت موصوف نباشد شوق شیطانی است۔ شوق لباس شریعت است وشہادت وشرم است از نا فرمودۂ خدا و رسولؐ خدا واز تصور اسم اللہ ذات در معرفت فقیر باتوفیق۔

حدیث

اِسْمُ اللّٰہِ شَیْئٌ طَاھِرٌ لَّا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٍ ط
ودر دعوت ہر آنکس لا رجعت لازوال وصال۔

شرح قلب

قلب ولایت وسیع وملک عظیم، ہر دو جہان کل مخلوقات در قلب گنجد وقلب در ہر دو جہان نگنجد ونظر خدای تعالیٰ بر ہر دو جہان نیست وقلب نظرگاہ اللہ است۔

ابیات

(حقیقی) شوق جس دل میں ہو، اس کو کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ طغیانی وبارش کا پانی بغیر کسی رہبر کے اپنے آپ کو دریا میں پہنچا دیتی ہے۔

کعبۂ مقصود خواہ ہزاروں سال کی مسافت پر ہو، مگر شوق جب رہبر ہوتا ہے، تو وہ (دور و دراز کا) سفر بھی آدھے قدم کا نہیں رہتا (یعنی آسان ہو جاتا ہے)۔

نیز شوق دو قسم کا ہے۔ شوق حق جس سے روح جناب نبی اکرمؐ اور بندگی تک پہنچ جاتا ہے۔ دوسرے شوق باطل جس سے نفس بر سر بے حیائی اور شرمندگی ہوتا ہے اور شوق قلب جس سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے اور شوق کے تین حروف ہیں۔ شؔ وؔ قؔ پس حرف شؔ سے شہادت کی گواہی مقصود ہے اور حرف وؔ سے معرفت الٰہی کے احوال سے واقفیت اور حرف قؔ سے قتل نفس مراد ہے۔ اس قسم کا شوق رحمانی اور قاتل قربانی ہے۔ جو شوق ان صفات سے موصوف نہیں، وہ شوق شیطانی ہے۔ شوق شریعت اور شہادت کا لباس ہے اور خدا اور رسولؐ خدا کی منع کردہ اشیاء سے شرم کرتا ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور سے معرفت الٰہی میں فقیر باتوفیق ہوتا ہے۔

حدیث

"اسم الٰہی ایک پاک شے ہے، جو پاک مقام کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی۔"
ان صفات سے متصف دعوت میں مراجعت نہیں، بلکہ وصال لازوال ہوتا ہے۔

شرح قلب

قلب ایک نہایت وسیع ولایت اور ملک عظیم ہے۔ دونوں جہان معہ کل مخلوقات قلب میں سما سکتے ہیں، مگر قلب دونوں جہان میں نہیں سما سکتا اور دونوں جہان پر خدای تعالیٰ کی نظر نہیں ہے، لیکن قلب اللہ تعالیٰ کی نظر گاہ ہے۔

حدیث

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ ؕ[1]

قلب درطیِ اسم اللہ ذات می گنجد۔ مرشد کہ از قلب از طیِ اسم اللہ ذات میکشاید و مقامات ذات صفات ولایت قلب بنماید و از قلب ہیچ چیز بیرون نیست و نخواہد شد و عارف قلب شدن نہ آسان کار است۔ در قلب عظیم سرّ اسرار پروردگار شناختن نفس حاصل کردن مراتب قلب است۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ؕ[2]

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ ؕ[3]

درولایت قلب واصل شدن نفس میگردد فنا و روح راحت یابد بقا فنا فی اللہ غرق فی التوحید ذات نورِ حضور لقا۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ؕ[4]

وعمل صالح رجوع آوردن بخدا و غرق شدن فی التوحید۔ این مراتب مقربان است و ہر کہ واقف نیست ہر آنکس بگوید کہ طریقۂ قادری رنج و ریاضت کش است، دروغ میگوید کامل طریقۂ قادری راز و گنج بخش است کہ در عین حیات حضرت پیر دستگیرؒ پانزدہ ہزار طالب مرید ہر دوام پنج ہزار با نظر وحدانیت غرق در معرفت الا اللہ و پنج

[1] مشکوٰۃ، فتاویٰ عزیزی۔ [2] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان، فصوص الحکم از محی الدین ابن عربیؒ
[3] نقل از شرح عین العلم از ملا علی قاریؒ۔ [4] سورۃ الکہف، ۱۸ : ۱۱۰

حدیث

"بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور (ظاہری) اعمال کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

قلب (البتہ) اسم اللہ ذات کی طی میں سما سکتا ہے۔ مرشد وہی ہے جو قلب سے اسم اللہ ذات کی طی منکشف کرے اور ولایت قلب سے ذات وصفات کے تمام مقامات دکھائے، کیونکہ قلب سے کوئی چیز نہ باہر ہے نہ ہوگی۔ قلب کا عارف ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ قلب میں پروردگارِ عالم کے عظیم سرّ اسرار ہیں۔ نفس کو پہچاننا ہی قلب کے مراتب کو حاصل کرنا ہے۔

حدیث

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، پس اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔"

حدیث

"جس نے اپنے نفس کو فانی سمجھا، پس اُس نے اپنے پروردگار کو باقی سمجھا۔"

ولایت قلب میں پہنچنے سے نفس فانی ہو جاتا ہے اور روح کو بقا اور راحت حاصل ہوتی ہے اور انسان فنا فی اللہ اور غرق فی التوحید ذات نور ہو کر حضور و لقا حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"سو پھر جس کو اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو، سو وہ نیک عمل کرے۔"

اور عمل صالح اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور توحید میں غرق ہونے کا نام ہے۔ یہ مراتب مقرب لوگوں کے ہیں۔ جو شخص واقف نہیں ہے اور ہر وہ شخص جو (یہ) کہتا ہے کہ طریقۂ قادری رنج و ریاضت طلب ہے، وہ جھوٹ کہتا ہے۔ کامل طریقۂ قادری راز و گنج بخش ہے چنانچہ حضرت پیر دستگیرؒ نے اپنی حیات کے دوران میں پندرہ ہزار طالب و مرید کیے جن میں سے پانچ ہزار کو ہمیشہ نظر وحدانیت سے معرفت الا اللہ میں غرق کیا۔ پانچ

هزار مدام مدخل بحضور مجلس حضرت محمد رسول اللہ مشرف دیدار و پنج هزار در ذکر حامل مکمل کامل۔ ازان وقت حضوری از یکدیگر قادری طالب مرید قادری تا قیامت عارف و مواحد و فقیر و درویش ولی اللہ برین طریق باتوفیق با احوال در معرفت وصال کم نگردد۔

ابیات

قادری قدرت خدا طالب مرید
روز اوّل ہمچو مثلش با یزیدؒ
ہیچ کس را نیست قدرت دم زند
هر کہ از هُو دم زند خارج شود

قال محی الدین قدس اللہ سرہٗ العزیزؒ :۔

قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ[1]

بیت

قدم بر هر گردنی شد اولیاء   من قدم بر چشم بنہادم جان فدا

قَالَ محی الدین رضی اللہ عنہُ :۔

لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ

حدیث

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ[2]

واین آیت کریمہ در باب مقرّبان ست :۔

---

[1] شیخ ابوسعد قیلویؒ بحوالہ نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، لاہور، ۱۹۲۷ء، ص ۳۵۴

[2] ابو سعید خراز ـــــ اتحاف السادۃ المتقین، ج ۸، ص ۲۰۸

ہزار کو مجلس نبویؐ کے حضور میں ہمیشہ کے لیے پہنچا کر مشرف دیدار کرایا۔ اور پانچ ہزار کو ذکر کا حامل و مکمل و کامل بنایا۔ اس وقت سے لے کر ایک دوسرے قادری طالب کو قیامت تک یہ حضوری کا فیض پہنچتا رہے گا اور عارف اور مواحد اور فقیر و درویش اور ولی اللہ اس طریق باتوفیق با احوال سے معرفت وصال میں کم نہ ہوں گے۔

ابیات

قادری مرشد کامل قدرت خدا سے اپنے مرید طالب کو پہلے دن ہی (اپنی نظر فیض اثر سے) حضرت بایزیدؒ کی طرح سے بنا دیتے ہیں۔
یہاں کسی شخص کو دم مارنے کی قدرت نہیں ہے۔ جو بھی ھُو کے آگے دم مارے، وہ خارج ہو جاتا ہے۔

جناب حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں :۔

"میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

بیت

(حضور غوث اعظمؒ فرماتے ہیں) میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے (میں انکا حضورؐ) قدم پاک اپنی آنکھوں پر رکھتا ہوں اور اپنی جان اُن پر قربان کرتا ہوں۔

نیز پیران پیرؒ فرماتے ہیں :۔

"میرا مرید مرتے وقت باایمان (ضرور) ہوگا۔"

حدیث

"عام لوگوں کی نیکیاں مقرّبین کے ہاں گناہ شمار ہوتی ہیں۔"

اور یہ آیت کریمہ مقرّبین کے بارے میں ہے :۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا [1]

ھر کہ معرفت نور ذات اللہ دیدار یافت با جمعیت غرق فی اللہ با قرب اللہ حضور بمد نظر اللہ و محروم معرفت نامنظور است و قلب نفس در قید قبض خود کند نفس نور و قلب نور و روح نور و سر نور قلب القرب تقریب الحق شد حق یافت و حق دید و بحق الیقین رسید۔

این آیت کریمہ در باب قلب القرب و قرب الحق فقیر است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ [2]

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ [3]

قولہٗ تعالیٰ :۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ [4]

قولہٗ تعالیٰ :۔

---

[1] سورۃ الکہف، ۱۸ : ۲۸

[2] سورۃ واقعہ، ۵۶ : ۸۸

[3] سورۃ رعد، ۱۳ : ۲۸

[4] سورۃ الشعراء، ۲۶ : ۸۸-۸۹

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اے پیغمبرؐ! اور اپنے آپ کو اُن کے ساتھ روکے رکھو، جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں، کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے اور اس کا کہنا مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا، اس کا کام حد سے گزر گیا۔"

جس شخص کو جمعیت کے ساتھ نور ذات اللہ کی معرفت اور دیدار حاصل ہوگیا۔ وہ ہمیشہ کے لیے غرق فی اللہ با قرب اللہ اور منظور نظر رحمت الٰہی ہو گیا۔ جو معرفت سے محروم ہے، وہ نامنظور ہے۔ جو قلب اور نفس کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے، اس کا نفس، قلب روح اور سر (گویا) سب کچھ نور ہو گیا۔ قلب القرب تقریب الحق ہو گیا۔ اُس نے حق کو پا لیا اور حق دیکھ لیا اور وہ حق الیقین کو پہنچ گیا۔ یہ آیت کریمہ قلب القرب اور قرب الحق فقیر کے بارے میں ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"سو جو اگر وہ مردہ ہُوا مقرب لوگوں میں"۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور جن کے دلوں کو ذکر الٰہی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"وہ دن جب کہ نہ مال نفع دے گا نہ اولاد، لیکن وہ نفع میں رہے گا، جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لائے گا"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ؕ[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۣادْخُلُوْهَا

بِسَلٰمٍ ؕ[2]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ؕ[3] فقیر مجوس۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فَقْرِ الْمُكِبِّ[4] بسیار است استدراجی و اقراری۔ فقیر کامل محبوب

محبوب القلوب برسید بمعرفت عارف باللہ۔

از ہزار کسی باشد۔ فقیر در مراتب نیست و معرفت و محبت، مشاہدہ محرم اسرار است۔

فقیر بعز و جاہ نیست۔ غرق فی اللہ با قرب اللہ است۔ فقر بدرجات نیست،

لازوال در ذات است ۔

شرح ذکر اللہ خاص الخاص

ذکر اللہ خاص الخاص ھرگز اثبات نگردد بجز تصور نور تاثیر و مطالعہ لوح روشن ضمیر از

تصور اسم اللہ ذات کہ بغیر از تصور تصرف اسم اللہ ذات از وجود خطرات نردد اگر تمام عمر

بانفی اثبات حبس بادم شماری کند و اصل خطرات از خناس خرطوم، وسوسہ، وھمات از جنونیت

---

[1] سورۃ قٓ ، ۵۰ : ۳۷

[2] سورۃ قٓ ، ۵۰ : ۳۳۔ ۳۴

[3] سورۃ احزاب ، ۳۳ : ۴

[4] عین العلم شرح زین الحلم از ملّا علی قاریؒ۔

"اس کو جس کے اندر دل ہے یا دل لگا کر کان لگائے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

"جو اللہ تعالیٰ سے غائبانہ ڈرا اور رجوع ہونے والا دل لایا، وہ سلامتی سے

بہشت میں داخل ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے :-

"اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے"۔

(بعض) فقیر مجوس ہوتے ہیں ۔

"اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرنے والے فقر سے محفوظ رکھے"۔ استدراجی اور اضطراری بہت ہیں، لیکن مقام معرفت عارف باللہ کو وہی پہنچتا ہے، جو فقیر کامل اور محبوب القلوب ہے۔ یہ ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔ فقیر کو مرتبوں کا خیال نہیں ہوتا اور وہ معرفت، محبت، اور مشاہدہ میں محرم اسرار ہوتا ہے۔

فقیر دنیاوی عزت و جاہ کے پیچھے نہیں دوڑتا۔ وہ غرق فی اللہ اور با قرب اللہ رہتا ہے۔ فقر درجات سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ ذاتِ الٰہی میں لازوال طور پر غرق ہونے سے نصیب ہوتا ہے۔

شرح ذکر اللہ خاص الخاص

خاص الخاص ذکر الٰہی بغیر تصور تاثیر نور اثبات ہرگز نہیں ہوتا اور اسم اللہ ذات کے تصور سے لوح روشن ضمیر کا مطالعہ حاصل ہوتا ہے، کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور و تصرف کے بغیر وجود سے خطرات کی نفی نہیں ہوتی، خواہ ساری عمر نفی اثبات میں حبس دم میں کیوں نہ گزر جائے۔ خطرات، خناس، خرطوم، وسوسہ و وہمات، جنونیت اور نفسانیت کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، جن کا نتیجہ شیطنت، دیوانگی، مستی اور خواری ہے۔ قابلِ اعتبار ذکر ازلی اسم اللہ

نفسانی و مجنونی از شیطانی دیوانگی و مستی اُو خوار است و ذکر ازلی اعتبار است ذکر اللہ کہ از تصوّر اسم اللہ ذات باتاثیر ہفت روزہ با ہفت اندام ذاکر را در رگ و پوست مغز استخوان بہر مُو از سرتا قدم میشود نور و ذاکر بمد نظر اللہ دوام منظور و اہلِ تصوّر اسم اللہ ذات در خواب و یا در مراقبہ عیان می بیند از معرفت قرب اللہ مشاہدۂ حضور لازوال اصل ذکر است وصل ای مرد! ازان معلوم باید کرد کہ ذکر اللہ را اصل از تصوّر اسم اللہ ذات است وصل چون وصل و اصل اسم اللہ ذات در وجود یکی گردد شیطان بگریزد ذاکر اللہ ہرگز نگردد شیطان در وجود ذاکر اللہ نکند دخول و از شیطان خلاص میگردد۔ اہل الوصول اینست مراتب ذاکران ای اہل الجہول چون ذاکر اللہ باین مراتب رسد، رستگار شود و جمعیت کل و جز حاصل کند۔



حدیث

اَلْعَقْلُ فِی الْاِنْسَانِ یَنَامُ الْاِنْسَانِ مِرَاتُ الْاِنْسَانِ
وَالْاِنْسَانُ مِرَاتُ الرَّبِّ ذِکْرُ اللّٰہِ ط

در وجود ذاکر را عقل بیدار کند و ذاکر بمراتب انسان رسد، ہنوز ذاکر است نہ عارف و نہ واصل و نہ محقق و نہ فقیر و نہ درویش، بلکہ باگدا، در پیش است صاحب تصوّر اسم اللہ باقوت اسم اللہ باتوفیق شود و باقوت اسم اللہ قلب را ہر آنکس تحقیق کند بعدہٗ، از قلب تمام اعضاء نور خدا قالب را در قبض تصرف قید گیرد و زبان از گویائی ناشایستہ مطلق بمیرد و ہر کہ قلب تحقیق کند بمرتبہ تحقیق رسد و صدیق عارف باللہ دوام بحضور نبی اللہ حبیب اللہ می شود۔

ذات ہے کہ تصوّر اسم اللہ ذات باتاثیر سے ذاکر کا سارا جسم اور رگ و پوست اور مغز استخوان اور سر سے قدم تک ہر بال منوّر ہو جاتے ہیں اور ذاکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر والے کو خواب یا مراقبہ میں عین بعین دیدار ہوتا ہے اور اُسے معرفت قرب اللہ اور مشاہدۂ حضور الٰہی لازوال طور پر حاصل ہو جاتا ہے۔ اے مرد! ذکر کی اصل وصل ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر الٰہی کی بنیاد تصوّر اسم اللہ ذات سے وصل ہے جب وصل اور اسم اللہ ذات کی اصل وجود میں ایک ہو جاتے ہیں، تو شیطان اللہ کے ذاکر کے گرد ہرگز نہیں ہوتا یعنی وہ بھاگ جاتا ہے، وہ کبھی بھی ذاکر کے وجود میں داخل نہیں ہونے پاتا۔ اور ذاکر کو شیطان سے نجات ہو جاتی ہے۔

اے اہل الجہول! یہ اہل الوصول ذاکروں کے مراتب ہیں، جب ذاکر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، تو اُسے نجات اور جمعیت کل و جز حاصل ہو جاتی ہے۔

حدیث

"عقل انسان میں سوتی ہے۔ ورنہ انسان انسان کا آئینہ ہے اور انسان رب کا آئینہ ہے۔"

ذکر الٰہی ذاکر کے وجود میں عقل کو بیدار کرتا ہے اور ذاکر انسانی مراتب کو پہنچ جاتا ہے، لیکن ابھی تک ذاکر ہی رہتا ہے نہ عارف بنتا ہے اور نہ واصل، نہ محقق نہ فقیر، اور نہ درویش، بلکہ ٹکڑا گدا رہتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصوّر والا اسم اللہ ذات کی قوت سے باتوفیق ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی قوت سے قلب کی وہی شخص بعد میں تحقیق کر سکتا ہے، جس کے وجود میں نور الٰہی پورے طور پر سرایت کر گیا ہو اور جب وجود میں سرایت کر جائے تو پھر اس کی زبان سے ناشائستہ کلمات ہرگز نہیں نکلتے اور جو کوئی قلب کی تحقیق کر لیتا ہے، وہ تحقیق کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور صدیق عارف باللہ اور نبی اللہ کے حضور میں اللہ کا حبیب ہو جاتا ہے۔

مثنوی

قلب یک نوراست فارغ چون زچون
قلب غالب نفس مُردہ شُد زبون
قلب بر قالب چو میگردد قوی
احتیاجش کس نماند دل غنی
قلب فارغ گوشت وچربی واز هوا
درمیان انگشت دو قدرت خدا
هر کہ دم بستہ بگوید قلب حبس
با حضوری حبس اہل از عبث
دم شماری نیست در ذکر قلب
قلب قلزم رازاین اہل از کلب
قلب قہرش نفس با روح اتفاق
کی شناسد قلب را اہل از نفاق
اہل تقلید است طالب دنیای دون
باھوا وغوغہ و در نفس چُون
تارک و فارغ ز دنیا قادری
ہمدم و ہم نفس صحبت با نبیؐ
ھر کرا باور نباشد روسیاہ
قادری را قرب دائم باللہ



مثنوی

(حقیقی) قلب تو ایک نُور ہے جو چون وچنان یعنی کیوں اور کیسے سے فارغ ہے جس کا قلب غالب ہے، اُس کا نفس مُردہ اور ذلیل ہوجاتا ہے۔

جب قلب قالب پر حاوی ہوجائے، اس کو پھر کسی شخص کی حاجت نہیں رہتی اور اس کا دل بے نیاز اور غنی ہوجاتا ہے۔

(اصلی) قلب گوشت اور چربی اور حرص وہوا سے فارغ ہے۔ وُہ تو قدرت خداوندی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے یعنی اس کی مرضی ومشیئت کے بغیر کچھ نہیں چاہتا ہمیشہ رضا برضائے الٰہی رہتا ہے۔

جو حبس دم کرنے والا (یہ) کہتا ہے کہ قلب حبس میں ہے تو حضوری مولیٰ کے واسطے حبس کرنا اہل عبث (بیکار) کا کام ہے۔

قلب کے ذکر میں دم شماری نہیں ہے، قلب قلزم (سمندر) رکھنے والوں کے سامنے (یہ حبس دم کرنے والے ریاکار) کتے کی مانند ہیں۔

قلب (صادق) نفس (بد) کے لیے قہر ہوتا ہے (اور) وہ روح کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور وہ جو اہل نفاق میں سے ہو، بھلا کب قلب (صادق) کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔

اہل تقلید، طالب دنیائے دون ہے (وہ دوسروں کو دیکھ کر خود بھی) نفسانی خواہشات، شور وغوغا اور نفس چون وچرا میں مشغول رہتا ہے۔

قادری (فقیر) دنیا سے تارک اور فارغ ہوتا ہے اور وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمدم وہم نفس اور ہم صحبت ہوتا ہے۔

جس کسی کو اس کا یقین نہ ہو، وہ رُوسیاہ ہے۔ قادری (درویش) تو ہمیشہ قرب الٰہی میں رہتا ہے۔

بدانکہ اگر کسی دعوی کند و میگوید کہ دین و دنیا ہر دو بر من بخش و عطا است غلط میگوید۔ این حیلۂ شیطان سر خطا است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ[1]

وقلیل پارچۂ خون آلودہ حیض زن را گویند وطلب دنیا ہر آنکس کند کہ حیضی ولد زنا باشد۔

حدیث

حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِيْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ ۚ[2]

فقیر آنچہ میگوید از راہ حق حساب نہ از راہ حسد خراب۔ بسا از اہل تقلید کہ در معرفت توحید بنام فقیر رسیدہ از ہزاران ہزار یک کس باشد کہ با إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[3] و بمعرفت فقر تمام رسیدہ و مشاہدہ عینہٗ بعین دیدہ و لذت چشیدہ اوّل مشرّف لقا بعدۂ خطاب الاولیاء با لقا در خواب و یا در مراقبہ و یا لقا بعیان چشم دل با حضور غرق ذات نور دو عین چون یک عین گردد عینک است چشم سر عینک بخشمی سر پیش دل در لقا لذت عظمت عظیم قرب و شوق شرب و ذائقۂ معرفت و حرمت حضوری و فرحت الروح و جمعیّت ، جمال دیدار۔ چون این لذت لقا نور ذات لازوال وصال در وجود عرفان الحق میدر آید لذّت دنیا و لذّت عقبیٰ حور و قصور نعمت جملہ مطلق زہر تلخ مینماید ۔

---

[1] سورہ النسار ، ۴ : ۷۷ ۔

[2] حدیث

[3] نقل از مرغوب القلوب ۔

(اے طالب صادق) جان لے کہ جو شخص (یہ) دعویٰ کرے اور کہے کہ مجھے دین اور دنیا دونوں عطا اور بخشش ہوئی ہیں، وہ یہ غلط کہتا ہے۔ اس کا یہ کہنا حیلۂ شیطانی اور سراسر خطا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اے پیغمبرؐ! کہہ دو، دنیا ایک تھوڑی سی پونجی ہے"۔

اور قلیل عورت کے حیض کے خون آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو (بھی) کہتے ہیں۔ دنیا کی طلب وہی شخص کرتا ہے جو حیض اور ولد الزنا ہو ۔

حدیث

"دنیا اور دین دونوں کی محبت مومن کے دل میں ایک برتن میں پانی اور آگ کی طرح نہیں سما سکتیں"۔

فقیر (باہوؒ) جو کچھ کہتا ہے، اصل حقیقت کہتا ہے، حسد کے سبب نہیں کہتا بہت سے اہل تقلید معرفت اور توحید میں برائے نام فقیر ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک (آدھ) ہوتا ہے جو فقر کے انتہائی مقام "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہے" پر پہنچتا ہے اور معرفت فقر میں تمامیت کو پہنچتا ہے اور عین بعین مشاہدہ دیکھتا ہے اور لذت چکھتا ہے، وہ پہلے مشرّف لقا ہوتا ہے، بعد ازاں خواب میں یا مراقبہ میں خطاب الاولیاء با لقا پاتا ہے اور یا عیاں طور پر چشم دل سے اللہ تعالیٰ کا نظارہ کرتا ہے اور نور ذات کی حضوری میں غرق ہوتا ہے۔ جب دونوں آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں، تو چشم سر عینک ہو جاتی ہے، جس سے لقا کی لذّت عظیم حاصل ہوتی ہے اور پھر عظمت قرب ، شوق شرب ، ذائقۂ معرفت ، حرمت حضوری ، فرحت روح اور جمعیت ، جمال اور دیدار سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ جب نور ذات لازوال کے دیدار اور وصال کی لذّت عارف حق کے وجود میں آتی ہے، تو پھر اُسے دنیا، عاقبت، حور و قصور اور بہشت کی تمام نعمتیں مطلق زہر تلخ معلوم ہوتی ہیں ۔

بیت

فقر آن باشد رسد با این مکان
فقر آن باشد دهد با این نشان

لذت ذات بیزار کند از لذت صفات عقل نفسانی شعور۔ لذت مخلوق بزبان است ولذت غیر مخلوق رحمان روح القدس جان است۔ جمعیت کہ لطف اللہ رحمت احسان است ونصیب کامل انسان است وکامل انسان انبیاء و اولیاء اللہ اند و سوا ازین دیگر مردہ دل مثل حیوان است۔

حدیث

خُلِقَتِ الْحِمَارُ بِصُوْرَتِ الْبَشَرِ [1]

ابیات

جان مردن ہر کہ یابد در حیات
آن ولی اللہ عارف شد نجات
بہ زہر لذت بود لذت بقا
لذت فانی چہ باشد بی بقا
بہ زہر لذت بود رو مصطفیٰ
لذت دنیا چہ باشد بی وفا

قولہ تعالیٰ:۔

[1] حدیث قدسی

بیت

فقر وہ ہے جو اس اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچاتا ہے اور فقر وہ ہے جو اس (حقیقت خاص) کا نشان دیتا ہے۔

ذات کی لذت نفسانی عقل وشعور کی صفات کی لذت سے بیزار کردیتی ہے۔ مخلوق کی لذت زبان سے ہے اور غیر مخلوق رحمان روح القدس کی لذت جان سے ہوتی ہے جمعیت جو کہ لطف رحمان اور احسان رحمت ہے، انسان کامل کے نصیب ہوتی ہے اور کامل انسان (صرف) انبیاء اور اولیاء اللہ ہیں اور ان کے سوا باقی مردہ دل اور بمنزلہ حیوان ہیں۔

حدیث

"جو شخص معرفت خداوندی نہیں رکھتا، وہ انسانی شکل میں گدھے کی سی خصلت رکھتا ہے۔"

ابیات

جو اپنی زندگی میں اپنی جان کو مردہ کردے، یعنی خواہشات نفسانی سے دستکش ہوجائے وہ (حقیقت میں) نجات یافتہ عارف ولی اللہ ہوگا۔

لقائے الٰہی کی لذت ہر لذت سے بڑھ کر ہے۔ لذت فانی کیا ہوگی، جو ناپائیدار، بے بقا ہے۔

(اور) ہر لذت سے بہتر روئے مصطفیٰ ﷺ کا دیدار ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی لذت کیا حقیقت رکھتی ہے، جو بے وفا اور (عارضی) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝[1]

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝[2]

مراتب غیب بہسر آنکس رسد کہ بمرتبۂ تمامیت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا دریابد و یقین شود۔

بیت

روح جنت رفت قالب زیر خاک
جاودان دریک نظر آنرا چہ باک

حدیث

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلَى الدَّارِ ۝[3]

روح مقدس اولیا اللہ را قوت و قدرت است کہ روح مقدس با توفیق باکی هرجا کہ خواہد برسد خواہ در مجلس انبیاء و اولیاء اللہ در جنت الفردوس و تمام کونین بمقدار یک مُشت ہم نباشد بموجب این عصمت اگر مرشد با حق یگانہ است طالب اُو بی غم و مجنون و دیوانہ است بشرط آنکہ بسیار اند طالب نام بسیار اند و مرشد خام بیشمار اند۔ طالب در طلب مراتب است و مرشد را معرفت مراتب است۔ طالب کہ هنوز بمرتبۂ طلب نرسیدہ باشد، کور چشم مرتبۂ معرفت مرشد کی دیدہ باشد و مرشد کہ طالب

---

[1] سورۃ یونس ، ۱۰ : ۶۲

[2] سورۃ البقرہ ، ۲ : ۱-۳

[3] مرقات شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاریؒ، شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیم۔

"خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ تو کوئی غم ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ خاطر ہوں گے۔"

"اس کتاب میں کچھ شک و شبہ نہیں، یہ اُن ڈرنے والوں کو راہ بتلاتی ہے جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔"

غیب کے مراتب پر وہی شخص پہنچتا ہے، جو "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کے انتہائی مراتب پر پہنچتا ہے اور اُسے یقین ہو جاتا ہے۔

بیت

(جو لوگ اپنی زندگی میں مرکر "فنا فی اللہ" ہو جاتے ہیں، اُن کا قالب (جسم) تو زیر خاک ہوتا ہے، مگر اُن کی روح جنت میں چلی جاتی ہے اور اُن کو پھر کیا فکر و غم ہے، جب کہ اُن کو ایک نظر میں "حیات جاودان" حاصل ہو جاتی ہے۔

حدیث

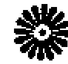
"بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے، بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔"

اولیاء اللہ کی پاک روحوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق قوت اور قدرت حاصل ہوتی ہے کہ جہاں چاہیں چلی جائیں، خواہ مجلس انبیاء اور خواہ جنت الفردوس میں اولیاء اللہ کے پاس۔ اور ان کے نزدیک دونوں جہان ایک مٹھی بھر مقدار کے برابر بھی نہیں ہوتے۔ اس عصمت کے بموجب اگر مرشد حق کے ساتھ یگانہ ہے تو اس کا طالب بے غم، مجنوں اور دیوانہ ہے، بشرطیکہ تعداد میں وہ کثرت سے ہوں۔ ویسے تو نام کے طالب بے شمار اور مرشد خام غیر محدود ہیں۔ طالب مراتب کی طلب میں ہے اور مرشد معرفت کے مراتب میں۔ جو طالب ابھی طلب کے مرتبے کو نہیں پہنچا، وہ اندھا، مرشد کی معرفت کے مرتبے کو کب دیکھ (پہنچ) سکتا ہے اور جو مرشد معرفت الٰہی کے سبب طالب کا مرتبہ نہیں پہچان اور جان سکتا، وہ طالب اللہ کو بغیر توفیق

اللہ را از مرتبۂ معرفت نشناسد۔

ابیات

گر طالبی مگس است پرد بر ھوا
معرفت آن کی بہ بیند از خدا
گر مرشد بی معرفت شد راہزن
زن سیرتش را میشناسم از سخن
مرد مرشد میرساند با حضور
از تصور اسم اللہ ذات نور
باھُوؒ مرشدی طالب کہ با یکدم وجود
از جدائی نیست طالب ہیچ سود



اگر طالب را صورت نفاق کذاب مثل بخیل مُرشد با او ہرگز یکجا نمیشود و طالب را ہرگز محرم نکند بمعرفت ربِ جلیل۔ طالب حق صفا دل و سادہ۔

فرد

سادہ لوحان جنون از بیم محشر فارغ اند
بیم رسوائی نباشد نامۂ نونوشتہ را

باید دانست ہر کہ مؤمن و مسلمان و فقیر و درویش و اولیاء اللہ ولی صاحب مراتب باایمان در یک ہفتہ شب جمعہ و یا ماہی و یا سالی در خواب و یا بعضی در مراقبہ و بعضی بر روشن ضمیر عین العیان راہ و بعضی از دلیل قطعی آگاہ از نظر روحی نگاہ منزل مقام

کے حق و معرفتِ الٰہی تک کب پہنچا سکتا ہے۔

ابیات

اگر کوئی طالب (مرید) مکھی کی مثال ہے، تو وہ ہوا پر اُڑتا ہے۔ وہ (بھلا) معرفتِ الٰہی کب حاصل کر سکتا ہے؟

اگر کوئی مُرشد بے معرفت ہے، تو وہ راہزن ہے۔ میں زن سیرت شخص کو اس کی باتوں ہی سے پہچان سکتا ہوں۔

جو مُرشد مردِ کامل ہے، وہ حضوری رب میں پہنچا دیتا ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور سے نورِ الٰہی کا مشاہدہ کراتا ہے۔

اے باھُوؒ! مرشد اور طالب (در حقیقت) ایک ہی دم اور وجود رکھتے ہیں، اس لیے طالب کو جدائی سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

اگر طالب منافق اور کذّاب (جھوٹا) ہے، مثلاً وہ بخیل ہے، اس کے ساتھ مرشد ہرگز محبت نہیں کرتا اور نہ (ایسے) طالب کو معرفتِ ربِ جلیل سے واقف کراتا ہے۔ طالب حق صفا اور سادہ دل ہونا چاہیے۔

فرد

جنون و محبتِ حق کے سادہ لوح قیامت کے خوف سے (بالکل) فارغ اور بے فکر ہیں۔ جن کے "نامۂ اعمال" پر کچھ لکھا ہی نہ ہو، ان کو کیا خوفِ رسوائی ہے؟

جاننا چاہیے کہ ہر ایک مؤمن، مسلمان، فقیر، درویش، اولیاء اللہ، ولی اللہ صاحب مراتب باایمان ہر ہفتہ شب جمعہ کو یا ایک مہینے یا ایک سال میں خواب کے اندر یا مراقبے میں یا عین بعین طریق سے بشرطیکہ وہ روشن ضمیر ہو یا بذریعہ دلیل قطعی آگاہ اور نگاہِ روحانی سے شقی اور سعید کی منزل و

سعید و شقی می بیند ۔

حدیث

مَنْ سَعَدَ سَعَدَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَمَنْ شَقِيَ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ ط

قَوْلُهٗ تعالیٰ :-

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ [1]

چون باحوالات مقام سعید و شقی وعدہ وعید درآید بمقام گریہ درآید خوف ورجاء امید فضل ورحمت پیشود بر خداوند بازگرداند نفس را از شرک، کفر وحرص طمع، دنیا سر ھوا وبعضی فقیر در خواب ویا در مراقبہ ویا بعین العیان چہاردہ منزل مقامات ممات را در حیات می بینند، چنانچہ اوّل در خواب ویا در مراقبہ ویا بعین العیان می بینند کہ مُردیم ودوم کہ تمامی جان وروح را کہ در ابیض استخوان در سر دماغ است کہ استخوان ابیض وسیع است از زمین وزمان در سر بقدرت خدای تعالیٰ ہفتاد ھزار جواب سوال فرشتگان پرسند. چون این فارغ وخلاص شود، بعدہٗ غسل دھند وجنازہ خوانند. اگر بزرگ است در ہر مقامات حضرت محمد سرور کائنات بمعہ اصحاب کبار حاضر و شفیع گردند وبعدہٗ دفن کنند کہ تا در قبر سالہا سال گذشتہ شوند وحضرت اسرافیل صور بدمد وقیامت برپا شود وحسابگاہ نیکی وبدی عمل در وزن ترازو کنند وبر پلصراط گذشتن وداخل شدن در بہشت وساغر شراباً طہورا از دست حضرت محمد سرور کائنات نوشیدن وپانصد سال بر کوع وپانصد سال در سجود روبرو حق تعالیٰ وبعد از آن مشرف دیدار رب العالمین ودوام در مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم در خواب ویا در مراقبہ ویا بعین العیان این مشاہدہ امتحان دیدہ ۔ اینست مراتب معرفت فقر وصال در رسیدہ با قرب ایزد متعال وچشیدہ

[1] سورۃ ھود ، ۱۱

مقام کو دیکھنے لگتا ہے ۔

حدیث

"جو نیک ہُوا وہ ماں کے شکم میں ہی نیک ہوگیا اور جو بدبخت ہُوا، وہ ماں کے شکم میں ہی بدبخت ہوگیا ۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے :-

"جس دن وہ آئے گا، کوئی جاندار بات نہ کر سکے گا، مگر اُس کے حکم سے، سو اُن میں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت ۔"

جب وہ مقام سعید و شقی اور وعدہ وعید کے حالات پر آتا ہے، تو رونے لگتا ہے، اور فضل ورحمت خداوندی کی اُمّید اور خوف ورجا لاحق ہوتے ہیں۔ پھر وہ نفس کو شرک، کفر، حرص و طمع اور دنیاوی خواہشات سے باز رکھتا ہے اور بعض فقیر زندگی میں موت کے چودہ منزل اور مقامات خواب یا مراقبہ میں یا عین بعین دیکھ لیتے ہیں، چنانچہ اوّل خواب یا مراقبہ میں عین بعین دیکھتے ہیں کہ ہم مر گئے ہیں اور دوم تمام جان و روح سے جو دماغ کی سفید ہڈی میں جو کہ زمین و زمان سے وسیع ہے، قدرت الٰہی کے سر سے فرشتے ستر ہزار جواب سوال پوچھتے ہیں جب اُن سے فارغ وخلاص ہوتا ہے، تو پھر غسل دے کر جنازہ پڑھتے ہیں۔ اگر بزرگ ہو، تو ہر مقام پر جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما کر شفیع بنتے ہیں۔ پھر اُسے زمین میں دفن کرتے ہیں، جب سالہا سال قبر میں گزر جاتے ہیں، تو حضرت اسرافیل صُور پھونکتے ہیں اور قیامت برپا ہوتی ہے اور نیکی و بدی کا عمل عدل کے ترازو میں وزن کیا جاتا ہے۔ پھر پُلصراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہوتا ہے اور جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ مبارک سے شراب طہورا کا پیالہ نوش کرتا ہے۔ وُہ پانسو سال رکوع میں اور پانسو سال سجود میں اللہ تعالیٰ کے روبرو پڑا رہتا ہے اور اس کے بعد دیدار ربّ العالمین سے مشرف ہوتا ہے اور مراقبہ یا خواب میں یا عین بعین ہمیشہ مجلس نبویؐ میں حاضر رہتا ہے۔ یہ مشاہدہ آنکھوں کا امتحان ہے ۔

لذّت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا باکمال و برآمدن از باطل مرتبۂ شعور بر احوالات هر یک طرفه زد وجود حی نمودن و بعد ازان بهر ساعت و هر لحظه و باهر دم و باهر شب و روز مشرف باستغراق دیدار از ذکر، فکر، ورد و وظائف فارغ و بجام باطن مست، در شریعت هشیار و گاهی مجلس و ملاقات با انبیاء و اولیاء اللہ میباشد۔ مرشد عارف فقیر با این مراتب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا روز اوّل طالب را برساند۔ پس اگر چنین مراتب ها و عظمتها و سعادت کبریا مشرّف لقا نبودی، روندگان راه همه گمراه شدندی۔ ای طالب اللہ! خدای تعالیٰ در مشرق و مغرب و جنوب و شمال و فوق و تحت شش جهات نیست۔ غرق فی اللہ ذات حاصل با وصال بی مثل واصل خدای تعالیٰ نقد جنس نیست که ترا تحقیق کرده میدهند۔ خدای تعالیٰ را شناختن از قرآن و علم رحمان و دریافتن از تصوّر اسم اللہ ذات رساند در مقام لامکان که مثل لبسته نتواند۔ اللہ اکبر۔



ابیات

بعد مُردن جُثّہ روح اولیاء
فیض روشن آفتابش رہنماء
هر جا که خواهد میرساند خویش را
هم جلیس دائم با مصطفیٰ



اور یہ مراتب اس کے ہیں، جسے معرفت فقر اور قرب و وصال حق تعالیٰ نصیب ہوتا ہے اور جس نے "مرنے سے پہلے مر جاؤ" والی موت کی لذّت چکھی ہو جب باطل سے بادرجۂ شعور اور باکمال نکل آئے، تو تمام حالات ایک لحظہ میں اس پر منکشف ہو جاتے ہیں پھر اسی دم ساعت بساعت، لحظہ بہ لحظہ، ہر شب و روز استغراق دیدار سے مشرّف ہوتا ہے اور ذکر، فکر اور ورد و وظائف سے فارغ ہو جاتا ہے اور جام باطن میں مست اور شریعت میں ہشیار ہو جاتا ہے اور کبھی انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس و ملاقات اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ مرشد جو عارف اور فقیر ہے اور "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کے مراتب طے کر چکا ہے، وہ طالب کو پہلے ہی روز ان مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔ پس اگر ایسے مراتب، عظمتیں اور مشرّف لقائے کبریا کی یہ سعادتیں نہ ہوتیں تو تمام سالک گمراہ ہو جاتے۔ اے طالب اللہ! خدائے تعالیٰ نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں، نہ شمال میں ہے اور نہ جنوب میں اور نہ اوپر ہے نہ نیچے۔ وہ شش جہات کے تحت نہیں ہے۔ غرق فی اللہ ذات ہونا اور بے مثل وصل الٰہی حاصل ہونا، کوئی نقدی یا جنس نہیں کہ تجھے (پرکھ کر یا) تحقیق کر کے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو قرآن شریف اور علم رحمان سے پہچان سکتے ہیں اور اسم اللہ ذات کا تصور مقام لامکان میں پہنچا دیتا ہے جس کی مثال نہیں ہو سکتی۔

ابیات

مرنے کے بعد روح اولیاء کا جُثّہ (جسم نوری) روشن آفتاب کی طرح سے اپنے فیض (روشنی) سے مخلوق خدا کی رہنمائی کرتا ہے۔

(پھر ان کو یہ قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے) کہ وہ جہاں چاہیں، اپنے آپ کو پہنچا دیں اور ہمیشہ محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وہ ہم جلیس (مجلس نبوی میں حاضر) رہتے ہیں۔

اولیا ہرگز نباشد در قبر
در قبر قالب برج جائی دگر
دنیا آنرا بدنماید مُردہ زشت
اولیا دائم بود ساکن بہشت
ہر کہ از زندان دنیا شد خلاص
صورت اخلاص یابد راز خاص
مُردن من بہتر است از زندگی
واز زندان دنیا شد شرمندگی
چند روزش از جدائی ماندہ ام
موت مونس معرفت حق خواندہ ام

حدیث

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ [1]

ابیات

پیش از مردن کسی بیند لقا — لَا یَمُوْتُوْا اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ بقا
باہُوؒ ہر کہ منکر از حدیث و از نبیؐ — عاقبت کافر شود اہل از شقی ★

بدانکہ اہل تصور اسم اللہ ذات را از تصور اسم اللہ ذات تمام توفیق میشود و آنچہ می بیند از برکت اسم اللہ ذات تحقیق و صاحب تصور اسم اللہ ذات را وقت مردن جان کندن عزرائیل علیہ السلام را چہ قدرت است کہ بر وے غالب گردد اہل

[1] جامع ترمذی، مشکوٰۃ شریف، مکاشفۃ القلوب از امام غزالیؒ، کنوز الحقائق۔

اولیاء اللہ ہرگز قبر میں نہیں ہوتے۔ قبر میں تو صرف اُن کا جسم ہوتا ہے مگر ان کی روح مبارک دوسرے مقام (اعلیٰ) پر ہوتی ہے۔

دنیا ان کو مُردہ اور بُری دکھائی دیتی ہے (اسی وجہ سے) وہ ہمیشہ بہشت ہی میں ساکن ہوتے ہیں۔

جس کسی نے دنیا کے قید خانہ سے نجات و خلاصی پالی، وہ حق تعالیٰ سے صورت اخلاص پاکر راز خاص سے مشرف ہوتا ہے۔

(یہاں تو) میرا مرنا ہی زندگی سے بہتر ہے کہ دنیا کے اس زندان سے مجھ کو شرمندگی حاصل ہو۔

میں صرف چند روز اس (حق تعالیٰ) کی جدائی میں رہا ہوں، میں نے موت کو غمخوار اور معرفتِ حق کا باعث پڑھا (اور سمجھا) ہے۔

حدیث

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے بہشت ہے۔"

ابیات

جو شخص اپنے مرنے سے پہلے "لقائے الٰہی" سے مشرف ہو، وہ اولیاء اللہ مرتے نہیں، بلکہ وہ (حکم الٰہی کے موافق) بقا حاصل کرتے ہیں۔

اے باہُوؒ! جو شخص حدیث اور نبی اکرمؐ کا منکر ہو، وہ آخر کار کافر ہوگا اور اس کا شمار شقی (ظالم) لوگوں میں ہوگا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اسم اللہ ذات کے تصور والوں کو اسم اللہ ذات کے تصور کی وجہ سے پوری توفیق حاصل ہوتی ہے اور وہ جو کچھ دیکھتا ہے اسم اللہ ذات کی برکت سے وہ تحقیق کر لیتا ہے اور صاحبِ تصور اسم اللہ ذات کو جب اس کی جان کنی کا

تصوّر اسم اللہ ذات را اللہ تعالیٰ جان بقدرت خویش در مشاہدہ بہ تجلیہ نور پیچیدہ
قبض کند و فرشتگان از عظمت اسم اللہ ذات با ادب و حیرت و با عبرت و با حیا
لب بلب بستہ متحیّر مانند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ[1]

و در نماز جنازۂ او حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سرور کائنات و جمیع اصحابؓ
التفات فرمائند و قبر خلوت اشتغال اللہ با تصوّر اسم اللہ ذات تا وقت
قیامت مثل طرفہ زدن بگذرد و چون صاحب تصوّر از قبر برخیزد، سر جذب
بر عرش اکبر زند و دست بدامن حضرت محمدؐ سرور کائنات و چون زمین را فرش
مس و آہن گردد و آفتاب برابر نیزہ استادہ شود، صاحب تصوّر اسم اللہ ذات
را اسم اللہ ذات از سر تا قدم پیچیدہ در نور ذات ظلّ لازوال نگہدارد و چون
صاحب تصوّر اسم اللہ ذات را نیکی و بدی کراماً کاتبین دفاتر بر وزن ترازو ہر دو پلّہ
بدارند و در آن پلّہ کہ تصوّر اسم اللہ ذات در آید، آن پلّۂ ترازو چنان گردد کہ اگر
تمام گناہ کبیرہ و صغیرہ اُمت حضرت محمد سرور کائنات در ترازو بدارند، پلّۂ تصوّر
اسم اللہ ذات گران تر باشد و اگر صاحب تصوّر اسم اللہ ذات در آتش دوزخ
در آید، آتش دوزخ از برکت و عظمت اسم اللہ ذات از بود نابود خاک خاکستر
گردد و اہل دوزخیان در خواب راحت در آئند و اگر صاحب تصوّر اسم اللہ ذات
بر پُلصراط بگذرد، پُلصراط از برکت و عظمت اسم اللہ ذات خود را نیم گامی سازد و چون

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۰ ۔

وقت قریب آتا ہے تو عزرائیل علیہ السلام کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ صاحب تصوّر اسم
اللہ ذات پر غالب آجائے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے دستِ قدرت سے اس کی جان قبض
کرکے تجلیات نور کے مشاہدہ میں لپیٹ کر قبض کرتا ہے اور فرشتے اسم اللہ ذات کی عظمت
کی وجہ سے با ادب، با عبرت اور حیا سے لب بستہ متحیّر ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"اور بیشک ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت دی"۔

اور اس کی نماز جنازہ میں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور تمام صحابہ
کرامؓ شامل ہوتے ہیں اور قبر میں تنہائی کا وقت جو اس کا اللہ کے ساتھ مشغولیت میں گذرتا
ہے، اسم اللہ ذات کے تصوّر کی وجہ سے تا وقت قیامت اُسے ایک لحظہ معلوم ہوتا ہے
اور جب صاحبِ تصوّر قیامت کے دن قبر سے اُٹھتا ہے، تو سر جذب عرش اکبر پر ٹکراتا
ہے اور جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دامن مبارک ہاتھ
سے پکڑتا ہے اور جب زمین کا فرش تانبے اور لوہے کا ہوگا اور سورج ایک نیزے کی
بلندی پر آرہے گا تو صاحب تصوّر اسم اللہ ذات کو اسم اللہ ذات نورِ ذات ظلّ لازوال
میں سر سے قدم تک لپیٹ کر محفوظ رکھتا ہے اور جب کراماً کاتبین صاحب تصوّر اسم اللہ ذات
کی نیکی و بدی کے اعمال کے دفتر وزن کرنے کے لیے ہر دو ترازو میں رکھیں گے، تو ایک پلڑا
جس میں کہ تصوّر اسم اللہ ذات ہوگا، اُسے اس قدر بوجھل کردے گا کہ دوسرے پلڑے میں اگر
ساری اُمت محمدیؐ کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ ڈال دیے جائیں، تو بھی وہ بھاری ہی رہے گا۔
اور اگر صاحب تصوّر اسم اللہ ذات دوزخ کی آگ میں آئے تو اسم اللہ ذات کی برکت اور
عظمت سے دوزخ کی آگ ملیامیٹ ہو کر خاک و خاکستر ہو جائے اور اہل دوزخ خواب
راحت میں آئیں اور اگر صاحب تصوّر اسم اللہ ذات پُلصراط پر سے گزرے، تو اسم اللہ ذات
کی برکت اور عظمت سے اُسے آدھے قدم میں طے کرے اور جب صاحب تصوّر اسم اللہ

صاحب تصور اسم اللہ ذات در بہشت در آید بہ برکت اسم اللہ ذات چنان روشن صورت باشد کہ حور اہل قصور شرمندہ گردند و ہرگز بحور قصور رجوع نیارد و دوام مشرف دیدار رب العالمین باشد۔ پس قدر اسم اللہ ذات متبرکات ترا آن روز معلوم خواہد شد کہ تمام کلام اللہ و حدیث نبویؐ و حدیث قدسی و کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شرح اسم اللہ ذات است۔

بیت

دادۂ خود سپہر بستاند
اسم اللہ جاودان ماند

رباعی

باہُو در ہو گم شدہ باہُو نماند
قلب باہُو روز و شب یاہُو بخواند
ہر کہ از خود گم شود یابد چہ چیز
غرق فی التوحید دیدارش لذیذ

بدانکہ علم علوم مقامات ذات صفات کل و جزو سر اسرار ربانی لاہوت لامکانی در قرآن است، چنانچہ از قرآن ہیچ چیز بیرون نیست و نخواہد شد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ

[1] سورۃ الانعام ۶ : ۵۹

ذات بہشت میں آئے تو اس کی صورت اسم اللہ ذات کی برکت سے ایسی روشن ہو جائے کہ حوریں (اور) اہل قصور بھی شرمندہ ہوں اور وہ ہرگز حور و قصور کی طرف مائل نہ ہو، بلکہ وہ ہمیشہ دیدار رب العالمین سے مشرف رہے۔ پس اسم اللہ ذات کی برکتیں اور قدریں تجھے اس روز (واضح) معلوم ہوں گی۔ تمام کلام الٰہی، احادیث نبویؐ، احادیث قدسی اور کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سب کچھ اسم اللہ ذات کی شرح ہے۔

بیت

"آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لیتا ہے۔ (صرف) اسم اللہ ہی تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔"

رُباعی

جب باہُو ھُو میں گم ہو گیا، تو پھر باہُو نہیں رہا۔ باہُو کا قلب شب و روز (صرف) یا ھُو پڑھتا ہے اور اسی میں محو ہے۔

جو شخص اپنی ذات سے گم ہو جاتا ہے، تو وہ کیا چیز پاتا ہے۔ وہ غرق توحید ہو کر لذت دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذات و صفات کے مقامات کے تمام علوم، تمام کل و جز سر اسرار ربانی اور لاہوت لامکانی قرآن شریف میں ہے، چنانچہ کوئی چیز قرآن شریف سے باہر نہیں ہے اور نہ ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

"اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے، اسے معلوم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا،

اَلْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝[1]

حدیث

اِنَّ قُرْاٰنَ حُجَّۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی ۝[2]

بدانکہ مراتب پنج اند کہ ھر مراتب پنج گنج اند یا پنج تصرّف۔ اوّل مراتب شناس است علم نص و حدیث و تفسیر و دوم مراتب علم دعوت است باتکثیر و سیوم مراتب علم ذکر است و فکر باتاثیر و چہارم مراتب علم معرفت روشنضمیر باکیمیا اکسیر تاثیر و پنجم مراتب فقر است مشاھدہ سرّ اسرار بین حق الیقین۔

آنست فقیر در قید قبض او کونین، اسیر دنیا و عقبیٰ غلام در نفر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[3] تمام بر نفس امیر فقیر باین صفت موصوف است کہ از سر تا قدم لباس شریعت بپوشد و خلاف شرع نکند و در شریعت بکوشد و از برای درم دنیا دین خود را نفروشد فقیر انیست کہ زندہ قلب و نفس فنا و روح بقا دوام باستغراق فنا فی اللہ، روئیت ربوبیت مشرف، ذات نور بقا بمد نظر اللہ منظور، باحضور باادب و باحیا جان فدا براہ خدا، قاطع شہوت موافق علم علما ر باز دارد مردم مردہ دل از ھوا۔

بدانکہ اوّل پنج علم تحصیل کند و بعد ازان فقیر لائق تلقین ارشاد مرشد شود و طالب کردن و دست بیعت بروی رواست رہنما خلق اللہ براہ راستی متابعت حضرت محمدؐ رسول اللہ و این گنج علم در قید قبض خود آوردن و بمراتب مرشدی رسیدن و

---

[1] سورۃ الانعام ۶ : ۵۹

[2] حدیث

[3] نقل از مرغوب القلوب ص ۸، وانیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندی ص ۶۳

مگر وہ اس کو جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں نہیں گرتا اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز، مگر وہ سب کتاب مبین (قرآن شریف) میں (درج) ہے۔"

حدیث

"بیشک قرآن حکیم حجّت الٰہی ہے۔"

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ مراتب پانچ ہیں، جن میں سے ہر ایک میں پانچ خزانے ہیں یا پانچ تصرّف ہیں۔ اوّل مراتب شناس علم نص، حدیث اور تفسیر ہے اور دوم مراتب علم دعوت باتکثیر، اور سوم مراتب علم ذکر و فکر باتاثیر اور چہارم مراتب علم معرفت روشن ضمیر باکیمیا اکسیر اور پنجم مراتب فقر جو سرّ اسرار بین حق الیقین کا مشاہدہ ہے۔

فقیر وہ ہے، جس کے قبضے میں دونوں جہان ہوتے ہیں۔ دنیا اس کی اسیر اور آخرت اس کی غلام ہوتی ہے۔ فقر میں "جب فقر انتہا کو پہنچ جاتا ہے، تو وہی اللہ ہے"۔ جو فقر کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے، وہ نفس پر حکمران ہوتا ہے۔ جو فقیر اس صفت سے متّصف ہے، وہ سر سے قدم تک شریعت کا لباس پہنتا ہے اور ہرگز خلاف شرع نہیں کرتا، بلکہ (ہر طرح سے) شریعت میں کوشش کرتا ہے اور نہ اپنے دین کو دنیاوی درم و دینار کے بدلے بیچتا ہے۔ فقیر وہ ہے، جو زندہ قلب، فانی نفس، باقی رہنے والی روح اور ہمیشہ غرق فنا فی اللہ ہو، اور روئت ربوبیت سے مشرّف ہو۔ نور ذات سے بقا حاصل کرنے والا ہو اور خدائے تعالیٰ کا منظور نظر ہو۔ باحضور، باادب، باحیا اور راہِ خدا میں جان فدا کرنے والا ہو، شہوت کا قطع کرنے والا ہو اور علماء کے علم کے موافق ہو۔ مُردہ دل لوگوں کو حرص و ہوا سے باز رکھتا ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ وہ پہلے پانچ علم حاصل کرے، بعد ازاں فقیر مرشد کی تلقین اور ارشاد کے لائق ہوتا ہے۔ (لوگوں کو) مرید بنانا اور ان کو دست بیعت کرنا، اللہ تعالیٰ کی خلقت کو راہ راستی کی ہدایت کرنا روا اور متابعت نبوی ہے اور یہ علم کے

مرشد شدن آسان کار است، لیکن این پنج گنج علم کہ پنج قفل است و ہر یک قفل را مفتاح کلید است بدست آوردن خیلی مشکل و دشوار است کہ ہر یک سلک جملگی خزائن اللہ ظاہری و باطنی در طی اسم اللہ ذات است۔ پس کامل عارف ولی اللہ فقیر آنست کہ از کلید اسم اللہ ذات ہر قفل را در یک ساعت وا سازد و بکشاید و ہمہ خزائن الٰہی را عینہ بعین بنماید۔ این عمل عامل فقیر اکمل مکمل کامل کل الکلید از قرب توحید جامع مجموعہ علم جمعیت بخش از حاضرات است و آئینہ روشن ضمیر تصور با توجہ اسم اللہ ذات است۔

بدانکہ حاصلیت در مطالعہ علم فضیلت تمامیت تحصیل علم رسم رسوم قیل وقال کہ احتیاج استاد نماند در ہر الفاظ حروف معانی مطالعہ از کتاب روان کردہ و در کتب اہلیت تعلیم علم آخر صاحب دانش، بلکہ نیک دوازدہ سال میباید کہ شب و روز خود را از مطالعہ فارغ ندارد و "اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"[1] را ادا کردن بیان ست و دوم تحصیل علم فضیلت و فیض ذکر اللہ ہمراتب تمامیت ذکر اللہ رسیدن یکشبانروز است از نظر مرشد کامل ذاکر در وجود ذکر اللہ چنان تاثیر کند کہ از سر تا قدم روان گردد، چنانچہ دریای عمیق در گوشت و پوست و رگ و مغز استخوان و ہر موی بنام اللہ زبان کشاید و در خروش در آید و وجود ذاکر ذکر اللہ گیرد چنانچہ در حیات و ممات تا روز قیامت ہرگز جدا نگردد۔ در علم ذکر ذاکر دوام وحشی دیوانہ آفات زدہ رجعت خوردہ حیران پریشان ہمیشہ در جذب و جلالیت در ذکر شب و روز میسوزد چنانچہ سوزد آتش ہیزم خشک را و بدین طریق ذکر ذاکر خفیہ است کہ دوام خاموش لب بستہ باشد۔

قولہ تعالیٰ:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً[2]

---

[1] سورۃ مجادلہ، ۵۸: ۱۱

[2] سورۃ اعراف، ۷: ۵۵

پانچ خزانے اپنے قبضے میں کر لینا اور مرشدی کے مراتب پر پہنچ کر مرشد بن جانا آسان ہے، لیکن یہ پانچ گنج علم جو (گویا) پانچ قفل ہیں اور ہر ایک قفل کہ جن کی چابی الگ الگ حاصل کرنا سخت مشکل اور دشوار ہے، کیونکہ ظاہری اور باطنی تمام خزائن الٰہی کی ہر سلک سلوک اسم اللہ ذات کی طی میں ہے۔ پس کامل عارف ولی اللہ فقیر وہ ہے، جو اسم اللہ ذات کی چابی سے ہر ایک قفل کو ایک گھڑی میں کھول دے اور تمام خزائن الٰہی کو عین بعین دکھا دے۔ عامل فقیر اکمل مکمل کامل کل الکلید کا یہ عمل قرب توحید کی وجہ سے تمام علموں کا مجموعہ اور حاضرات کی وجہ سے جمعیت بخش ہے۔ اسم اللہ ذات کی توجہ اور تصور سے، روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ رسمی تحصیل علم اور قیل وقال کیلئے استاد کی (چنداں) ضرورت نہیں ہوتی، مگر ظاہری علوم کے مطالعہ میں درجہ فضیلت حاصل کرنے کیلئے اور کتاب کے مطالعہ سے معانی وغیرہ نکالنے کیلئے اور جید صاحب دانش بننے کیلئے بارہ سال شب و روز لگاتار مطالعہ کرنا پڑتا ہے، تب کہیں "اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" (جن کو علم دیا گیا ہے، ان کے درجات ہیں) کا مصداق بنتا ہے۔ دوسرے ذکر الٰہی کا فیض اور علم فضیلت کا حصول اور ذکر الٰہی کے تمام درجات کا حاصل کرنا صرف آٹھ[۹] پہر کا کام ہے۔ کامل مرشد ذاکر کی نگاہ سے وجود میں ذکر الٰہی اس طرح اثر کر جاتا ہے کہ سر سے قدم تک ذکر گہرے سمندر کی طرح جاری ہو جاتا ہے اور اس کا گوشت پوست، رگ و پے اور ہڈیوں کا مغز اور اس کے جسم کا ہر بال اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے اور جوش میں آتا ہے اور ذاکر کے وجود میں ذکر الٰہی اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ حیات و ممات میں قیامت تک اس سے ہرگز جدا نہیں ہوتا۔ (اور) علم ذکر میں ذاکر ہمیشہ آفات زدہ وحشی اور دیوانہ کی طرح رجعت کھا کر حیران پریشان ہو کر جذب و جلالیت میں دن رات ذکر میں اس طرح جلتا ہے جیسے خشک لکڑی آگ میں۔ اور اس طریق سے ذاکر کا خفیہ ذکر بہتر ہوتا ہے، کیونکہ اس میں انسان ہمیشہ لب بستہ خاموش رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: "اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔"

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ؕ [۱]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ [۲]

حدیث

ذِكْرُ اللّٰهِ فَرْضٌ مِّنْ قَبْلِ كُلِّ فَرْضٍ [۳] لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

واگر مرشد کامل است درمیان یکشبانروز بہ تحصیل ذکر طالب اللہ را تمامیت رساند و از ذکر بیرون کشد و در مقام مذکور الہام برد و اگر مرشد ناقص است، طلب تمام عمر در ذکر سوزد خراب شود و اگر جذب خورد، مجنون و مجذوب گردد از معرفت و قرب، مشاہدہ، اسرار محروم ماند اگرچہ شب و روز از ذکر غلبات تجلیات بہ بیند، فائدہ ندارد و سیوم تحصیل حاصلیت تمام علم معرفت کہ معرفت با تفکر و عیان است اثبات قدم بر وعدۂ ازلی :-

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ؕ [۴]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ؕ [۵]

حدیث

تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ ؕ [۶]

مراتب معرفت موت است و موت نیز دو قسم است، موت خاص مرتبہ معائنہ تماشا در حیات

---

۱ سورۃ الکھف ، ۱۸ ، ۲۴

۲ سورۃ عنکبوت ، ۲۹ : ۴۵ ۳ حدیث

۴ سورۃ فتح ، ۴۸ : ۱۰ ۔

۵ سورۃ البقرہ ، ۲ : ۴۰ ۔ ۶ زین الحلم شرح عین العلم از ملا علی قاری

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

" اور اپنے رب کو یاد کر، جب تو بھول جایا کرے۔"

ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہوا:-

" اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔"

حدیث

تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر الٰہی ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اور اگر کوئی مرشد کامل ہے، تو ایک دن رات میں طالب اللہ کو ذکر کے انتہائی مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اور (پھر) ذکر (کے مقام) سے نکال کر مقام مذکور الہام تک پہنچا دیتا ہے، اور اگر مرشد ناقص ہے، تو طالب کو ساری عمر ذکر (و فکر) میں مشغول رکھ کر اُسے خراب و خستہ کرتا ہے اور اگر جذبہ ہو جائے، تو مجنوں اور دیوانہ بن جاتا ہے اور معرفت، قرب، مشاہدہ اور اسرار سے محروم رہ جاتا ہے۔ اگرچہ ایسا شخص دن رات ذکر کر کے غلبات کی وجہ سے تجلیات دیکھتا رہے، تو بھی کچھ فائدہ نہیں اور تیسرے علم معرفت کی حاصلیت کی تمام تحصیل، جو تفکر و عیاں سے عبارت ہے، وہ وعدۂ ازلی پر ثابت قدم رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے :-

" اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

" تم میرے اقرار کو پورا کرو، میں تمہارا اقرار پورا کروں گا۔"

حدیث

" (صفاتِ الٰہی میں) ایک گھڑی کا غور و فکر انس و جن کی عبادت سے بہتر ہے۔"

معرفت کے مراتب موت ہے اور موت بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک موت وہ ہے جو خاص مرتبہ رکھتی ہے اور جس میں فقیر موت کا تماشا زندگی میں کر لیتا ہے اور ازل سے

بہ بینداز ازل تا ابد صف بصف روحانیت با ہر یک روحانی انبیاء و اولیاء مصافحہ کند و ہر یک
را از نام آشنا شود۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] عارف باللہ را موت، چنانچہ آشنا
حیات و موت عام مردہ دل را چنانچہ موت سگ و گاؤ خر و مراتب معرفت عینہ بعین عیان
است کہ ابتدا و لاہوت و انتہا و نظر بر لامکان است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[2]

از چشم معرفت عارف باللہ بابصر دیدہ و از عارف باللہ ہیچ چیز آنچہ ظاہر و باطن نیست
مخفی و پوشیدہ۔ بہتر آنست کہ دانند و نگویند۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[3]

بہ تحصیل علم فضیلت فضل فقر ا قرب و جمعیت، مشاہدۂ نور ذات، سر اسرار بالیقین
باعتبار فنا فی اللہ بقا باللہ غرق حضور فقر سر قدرت سبحان است حاضر ناظر آگاہ نگاہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[4]

اہل غنی نہ نظر بر دنیا کند و نہ بر عقبیٰ، دوام بتوجہ مشرف لقا غرق نور از نفس فنا
یکتا با خدا۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ[5]

---

[1] نقل از عین العلم و شرح برزخ۔ [2] سورہ البقرہ، ۲ : ۲-۳
[3] نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار و مائۃ الفوائد۔
[4] سورۃ النجم، ۵۳ : ۱۷۔ [5] سورۃ القصص، ۲۸ : ۲۴

ابد تک صف بصف تمام روحوں سے جن میں انبیاء اور اولیاء کی روحیں شامل ہیں، مصافحہ
کرتا ہے اور ہر ایک کے نام سے آشنا ہوتا ہے۔ "مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔ عارف باللہ کے
لیے موت بمنزلہ زندگی ہے، لیکن موت عام مردہ دلوں کے لیے کتے، بیل اور گدھے کی طرح
ہے۔ معرفت کے مراتب عین بعین اور عیاں ہیں، جن کی ابتداء میں لاہوت اور انتہاء میں
لامکان پر نگاہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"اس کتاب (قرآن شریف) میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں، یہ راہ تبلاتی ہے ڈرنے
والوں کو جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا"۔

عارف باللہ کو معرفت کی آنکھ نصیب ہوتی ہے (جسکے ذریعے) وہ ہر ظاہر اور باطن چیز کو دیکھ سکتا
ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ بہتر یہ ہے کہ جان جائیں اور (کچھ) نہ کہیں۔

حدیث

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

علم فضیلت کی تحصیل سے فقراء کو قرب، جمعیت، مشاہدۂ نور ذات، سر اسرار بالیقین
باعتبار حاصل ہوتا ہے اور فنا فی اللہ بقا باللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ فقیر ہر وقت غرق حضور
حاضر اور ناظر نگاہ آگاہ اور سر قدرت سبحان ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"نہ بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی"۔

اہل غنا کی نظر نہ دنیا پر ہوتی ہے اور نہ عاقبت پر۔ وہ ہمیشہ نور میں غرق اور توجہ کے
ساتھ مشرف بلقائے ربانی ہوتا ہے۔ وہ نفس سے فنا ہو کر خدا کے ساتھ یکتا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں"۔

قولہٗ تعالیٰ :-

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا[1]

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[2]

بیت

نقر را دریافتن فضلش فقر
نقر حاصل گشتہ از نبوی نظر

بدانکہ چون عالم تمام علم خواند در وجود عالم ہیچ جہل نماند۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ[3]

حدیث

کُلُّ شَیْئٍ شَیْئٌ وَّالْجَھْلُ لَیْسَ بِشَیْئٍ[4]

وچون در وجود عالم ذکر اللہ در آید، تمامی علم از وجود عالم میبر آید کہ حرف الف ب ہم نمی شناسد وچون ذاکر در معرفت در آید، از جملہ ذکر میبر آید وچون عارف در مقام قرب فی اللہ اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[5] در آید، از معرفت میبر آید۔ پس فقیر بی معرفت جواب گو چنانچہ علم در ذکر اللہ محو شدہ ہمچنان در معرفت ذکر محو گشت وہمچنان در فقر معرفت فنا فی اللہ گردید اینست

---

[1] سورہ توبہ، ۹ : ۱۲۹۔ [2] سورہ احزاب، ۳۳ : ۴۸

[3] زین الحلم از ملّا علی قاریؒ وجامع الصغیر از علّامہ سیوطیؒ۔ [4] سورہ البقرہ، ۲ : ۶۷

[5] نقل از مرغوب القلوب وانیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندی، ص ۶۳

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے :-

" اور اللہ مجھ کو کافی ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا "

حدیث

" فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھی سے ہے "

بیت

فقر (حقیقی) کا دریافت کرنا، فقیر کی فضیلت اور کمال ہے اور یہ فقر حضور سرورِ دو عالمؐ کی نظر فیض اثر کے صدقہ میں حاصل ہوتا ہے۔

(اے طالبِ صادق!) جان لے کہ جب عالم سارا علم پڑھ چکتا ہے، تو اس کے وجود میں جہالت بالکل نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

" میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں ہوں "۔

حدیث

" ہر چیز کچھ نہ کچھ ہوتی ہے، مگر جہالت بالکل کوئی شئے نہیں "۔ (یعنی بالکل ہیچ ہے)

جب عالم کے وجود میں ذکر الٰہی آتا ہے، تو اس کے وجود سے تمام علم بالکل خارج ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ حرف الف ب بھی نہیں پہچان سکتا۔ اور جب ذاکر معرفت میں آتا ہے، تو جملہ ذکر (بالکل) چھوڑ دیتا ہے اور جب عارف مقام قرب فی اللہ میں آتا ہے۔ یعنی "جب فقر تمامیت کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہے" کے مرتبہ پر پہنچتا ہے، تو معرفت بھی چھوڑ دیتا ہے۔ پس بے معرفت فقیر کیسے ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ذکر الٰہی میں علم محو ہو جاتا ہے، اسی طرح معرفت میں ذکر محو ہو جاتا ہے اور اسی طرح معرفت فقر میں فنا فی اللہ ہو جاتی ہے۔ یہ ہے توحید مطلق۔ اس کے حاصل ہونے

مطلق توحید کہ برآید از جملہ تقلید واہل تقلید از فقر اہل توحید ماند بعید۔

نظم

مرشدی باشد چنین رہبر خدا
طالبان را غرق سازد در لقاء
پنج روزی شش جہات جاودان
ابتداء لاھوت آخر لامکان
غرق فی التوحید شد فقرش نشان
از حوادث ھر بلائش در امان
باھُوؒ ھر کہ از خود گشتہ فانی جان من
ھر کہ خود با خود بماند لاف زن

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا [1]

مجموعۂ حسنات کہ مثل تیغ است کہ یکبارگی گناہ کبیرہ و صغیرہ قتل کند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ [2]

و آن سلک سلوک کدام است کہ ھر چہار مشق تصور اسم اللہ ذات در وجود تاثیر کند۔ از مشق تصور اسم اللہ ذات وجود بہ در وجود چندان ذکر اللہ پیدا میشود کہ در شمار نیاید و ذکر اللہ با الہام مذکور با معرفت، وصال غرق نور و نور با قرب اللہ حضور، اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس۔

[1] سورہ فرقان، ۲۵: ۶۳ ۔ [2] سورہ ھود، ۱۱: ۱۱۴

سے تمام قسم کی تقلید سے بری ہو جاتا ہے اور اہل تقلید، اہل توحید فقر سے دُور رہتا ہے۔

نظم

مرشد ایسا (کامل) اور رہبر خدا ہونا چاہیے کہ طالبان صادق کو دیدار الٰہی میں مستغرق کر دے۔

(یہ تمام) شش جہات عالم پنج روزہ (فانی و عارضی) ہمیشہ سے ہیں۔ ابتدا لاہوت ہے اور آخر (انتہا) لامکان ہے، یعنی صرف ذات مولیٰ ہی دائم اور باقی ہے۔

فقر کا اصل نشان غرق فی التوحید ہونا ہے اور ہر بلا و حوادث سے حفظ و امان میں ہو جاتا ہے۔

اے باھُوؒ! جو شخص اپنے آپ سے فانی ہو گیا ہے، وہ میری جان ہے اور جو کوئی (بزعم خود) اپنے آپ میں رہتا ہے، وہ لاف زن (بکواس کرنیوالا) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں، جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں (یعنی زمین پر عاجزانہ چلتے ہیں) اور جب بے سمجھ لوگ ان سے بات کرنے لگیں، تو وہ سلام کہتے ہیں"۔

مجموعۂ حسنات بمنزلہ تلوار کے ہے، جو یکبارگی صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو قتل کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:۔

"بے شک نیکیاں برائیوں کو زائل کر دیتی ہیں، اور یہ ذاکروں کا ذکر ہے"۔

اور وہ سلک سلوک کونسی ہے؟ جس سے اسم اللہ ذات کے تصور کی چاروں مشقیں وجود میں تاثیر کرتی ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق وجود بہ میں اس قدر ذکر الٰہی پیدا ہوتا ہے، جو شمار نہیں ہو سکتا اور ذکر الٰہی سے الہام مذکور بامعرفت اور وصال غرق نور ہوتا ہے اور نور قرب اللہ سے حضور الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

پنج گنج علم دعوت کہ درمیان یک ہفتہ درعمل آوردن و درعمل دعوت عامل کامل شدن،
ازعمل قبور وباہر یک روحانی ملاقات کردن وکُل مؤکل فرشتہ درقید قبض خود آوردن باقبر اولیاء
اللہ ہمنشین، قرآن با روحانی محافظہ دور بدور بخواند، عمل چنین قبور وخوانندہ عامل دعوت حضور
باتوفیق بدین طریق بخواندن عمل دعوت او کم نگردد روان شود وتا روز قیامت باز نماند۔ این پنج
گنج علم، معرفت، ذکر، توحید، حکمت خزائن اللہ غیب در تصرف خود آوردن آسان کار
است، لیکن نگاہ داشتن تمام عمر استقامت مشکل خیلی و دشوار است۔

غزل

روح با قوت بود ہر جا ظہور — ہر کہ گیرد نام بیا شد حضور

با آشنای گفت طلبیدی مرا — فاتحہ بر من بخوان بہر از خدا

اولیاء اللہ بنام حاضر است — با توجہ باطنی او ناظر است

مرشدی باید چنین رہبر توفیق — اہل توفیق است باشد ہر طریق

باہُو مرشد من مصطفیٰ خاتم ختم — پیر عبدالقادرؒ است اہل از کرم

نَحْنُ اَقْرَبُ[1] بامن از نزدیک تر — از شہرگ نزدیک بیند باخبر

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي[2] شدم من از خدا — بادم شد غرق فی اللہ با لقا

---

[1] سورہ ق، ۵۰: ۱۶

[2] سورہ الحجر، ۱۵: ۲۹

علم دعوت کے پانچوں خزانے ایک ہفتے میں عمل میں لے آنا اور عمل دعوت میں عامل
وکامل ہونا، عمل قبور سے ہر ایک روحانی سے ملاقات کرنا اور تمام مؤکل فرشتوں کو اپنے
قبضے میں لانا، اولیاء اللہ کی قبروں کا ہمنشین ہونا اور روحانی سے قرآن شریف دور بدور
حفظ پڑھنا کہ اس طرح پڑھنے سے اس کا عمل دعوت کم نہیں ہوتا، بلکہ رواں ہو جاتا ہے اور
روز قیامت تک باز نہیں رہتا۔ اور علم، معرفت، ذکر، توحید اور حکمت غیب الٰہی کے یہ
پانچوں خزانے اپنے تصرف میں لے آنا آسان کام ہے، لیکن استقامت کو ساری عمر
ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل اور دشوار ہے۔

غزل

روح اپنی قوت سے ہر جگہ ظہور کرتی ہے اور جو اس کا نام لیتا ہے، وہ اس کے
روبرو موجود ہو جاتی ہے۔

(پھر) وہ اپنے عزیز و آشنا سے یہ کہتی ہے کہ تم نے مجھے طلب (یاد) کیا ہے، تو خدا
کے واسطے مجھ پر فاتحہ خوانی کرو یعنی ایصال ثواب کے واسطے کلام الٰہی پڑھ کر بخشو۔

اولیاء اللہ اپنے نام پر حاضر ہیں اور وہ اپنی توجہ باطنی کو مشاہدہ کرتے ہیں۔

مرشد (کامل) ایسا رفیق اور رہبر ہونا چاہیے، جو کہ ہر طریقہ ہدایت کا رفیق ہو۔

اے باہُوؒ! میرے مرشد و رہبر تو حضور محمد مصطفیٰ "خاتم النبیینؐ" ہیں اور میرے پیر حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسے اہل کرم ہیں۔

نَحْنُ اَقْرَبُ (میں اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں) کے حکم الٰہی
کے مطابق، وہ میرے قریب تر ہے، کیونکہ جو باخبر ہیں، وہ اس کو اپنی شہ رگ سے بھی زیادہ
نزدیک دیکھتے ہیں۔

اور نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي (میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) کے فرمان الٰہی کے

حال مارا کس نداند جز خدا
کی شناسد اولیا نرا سرھوا

چنانچہ حدیث قدسی :۔

اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ اِلَّا اَوْلِیَائِیْ[1] ط

غیب را در غیب می بیند کسی
غیب را در غیب یابد آن بسی
چون بہ بینم حیّ قیّوم آن خدا
می بینم من از رفاقت مصطفیٰؐ

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ[2] ہ

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ[3] ط

نظم

من کہ می بینم نہ بیند چشم سر	چشم سر عینک شدہ بہر از نظر
ناظران را نظر باشد بر الٰہ	لعنتی بر مال دنیا و عزّ و جاہ

---

[1] کشف المحجوب ۔
[2] سورہ الملک ، ۶۷ : ۱۲
[3] سورہ اٰل عمران ، ۶ : ۱۰۳

موافق ہیں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں اور میں اپنے دم کے ساتھ غرق فی اللہ ہو کر دیدار الٰہی سے مشرف ہوں ۔

پس میرا حال سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ۔ نفسانی خواہشات کا حامل کوئی بھلا کب اولیائے حق کو پہچان سکتا ہے ؟

چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے :۔

"میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہوتے ہیں ، انکو میرے اولیاء کے سوا کوئی نہیں پہچانتا ۔"

غیب کو غیب میں کوئی دیکھتا ہے ۔ وہ بہت سے (اولیائے حق) غیب کو غیب میں پاتا ہے ۔

جب میں اس خدائے تعالیٰ جلّ شانہٗ کو حیّ و قیّوم (ہمیشہ زندہ اور قائم و دائم رہنے والا) دیکھتا ہوں ، تو میں یہ حضور محمد مصطفیٰؐ کی رفاقت سے مشاہدہ کرتا ہوں ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے :۔

"جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ، اُن کے لیئے بخشش اور اجر عظیم ہے ۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

"اس کو آنکھیں نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے ۔"

نظم

میں جو یہ دیکھتا ہوں ، تو میرا یہ مشاہدہ سر کی آنکھوں (چشم ظاہر) سے نہیں ہے ، چشم سر تو ایک عینک (آلۂ عارضی) کی طرح نظر (حقیقی) کے واسطے ہے ۔

(اور حقیقی) ناظروں کی نظر تو صرف خدائے تعالیٰ جلّ شانہٗ پر ہوتی ہے اور وہ دنیا کی (فانی و عارضی) مال و دولت اور عزت و جاہ پر لعنت بھیجتے ہیں ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ[1]

از خدا بہتر نباشد ہیچ چیز   کن تصرّف مال وتن ای جان عزیز

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَفِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ؕ[2]

ابیات

او مرا بیند بداند ھر دلا
حق نماید چون نہ بیند حق لقاء
نفس را بگذار تا بینا شوی
دیدن دیدار حق گردد قوی
ھر کرا دیدار شد بیدار شد
طالع میمون آنرا یار شد
عین را با عین بینم با عیان
گہ باٰدمؑ گہ با حمدؐ گہ با حد لامکان
نہ ز آتش آب خاکم نہ ز بادم سر ھوا
من شدم از نور نبویؐ نوری بیند لقاء
درمیان من نہ باشم نور فی التوحید نور
صورت زان نور گشتم نوری باشد حضور

[1] سورۃ آل عمران، ۳ : ۹۲

[2] سورہ الذاریات، ۵۱ : ۲۱

ارشادِ خداوندی ہے :۔

"تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کرسکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے"۔

اے جان عزیز! خداوند تعالیٰ سے بہتر کوئی چیز ہرگز نہ ہوگی، اس لیے تو اپنے مال وزر اور جسم کو راہِ خدا میں صرف کر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :۔

"اور وہ (خدا) تمہاری جانوں میں ہے، سو کیا تم کو سوجھتا نہیں؟"

ابیات

جو مجھے دیکھے، وہ ہر دل کو جان سے اور اسکو حق نظر آئے گا، جبکہ اس نے حق سے لقا نہ حاصل کی ہو۔ یعنی اگر تم غور کرو تو تم کو ضرور مشاہدۂ حق ہوگا۔

تُو (اپنے) نفس کو چھوڑ دے، تاکہ تُو بینا ہو جائے اور حق تعالیٰ کے دیدار کو دیکھ کر قوی (صاحب نظر) ہو جائے گا۔

جس کو دیدارِ الٰہی حاصل ہُوا، وہ بیدار ہو گیا اور مبارک نصیبہ اس کا یار ہُوا یعنی خوش بختی اس کی رفیق ہو گئی۔

میں عین کو اپنی آنکھوں کے ساتھ عیاں دیکھتا ہوں، کبھی حضرت آدمؑ کے ساتھ، کبھی احمد مجتبیٰؐ کے ساتھ اور کبھی احد کے ساتھ لامکان میں حقیقت وحدت کا مشاہدہ کرتا ہوں۔

نہ تو میں آگ، پانی اور خاک سے ہوں اور نہ میں ہوا سے ہوں اور نہ ہی نفسانی خواہشات کا بندہ ہوں میں تو نُورِ نبویؐ سے ہوں اور نور لقائے الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہوں۔

اَب میں اپنے درمیان میں خود نہیں ہوں، نور توحید کے اندر بس نور ہی نور ہے، میں تو بس اس نور ہی کی صورت ہو گیا ہوں اور بس نور ہی باحضور ہوگا۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط [1]

بیت

نور از نور است روشن نور بر دو با حضور

نور از نار نیاید نور با نورش ظہور

قولہٗ تعالیٰ :-

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ط [2]

بیت

ہر کہ زاید بہر مردن شد حیات

در تصور یافت فی اللہ شد نجات

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ط [3]

ابیات

خالی آمد رفت خالی مردہ دل

از وفاتش مردہ دل آخر خجل

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۷

[2] آل عمران، ۳ : ۱۸۵

[3] سورہ الانعام، ۶ : ۹۴

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے :-

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔"

بیت

نور بس نور ہی سے روشن ہے اور نور ہی حضوری میں لے جاتا ہے۔ نور آگ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ نور نور ہی کے ساتھ ظہور کرتا ہے یعنی اولیائے حق نورانی ہوتے ہیں اور ان کا ظہور نورِ حق ہی سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"ہر ذی روح نے موت کا مزا چکھنا ہے۔"

بیت

جو کوئی مرنے کے لیے زندہ رہے یعنی زندگی میں مقام فنا حاصل کرے، وہ اصل میں زندہ ہے۔ اس نے اپنے تصور میں فنا فی اللہ ہو کر (دائمی) نجات حاصل کر لی۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور البتہ تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے، جیسے ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔"

ابیات

مردہ دل خالی آیا اور خالی ہاتھ گیا یعنی دنیا کی زندگی میں بے معرفت رہنا، مرنے کے بعد اس مردہ دل انسان کی شرمندگی کا باعث ہے۔

هرکہ با ایمان رود وصد گنج بُرد

هرکہ بی ایمان رود مفلس بمُرد

قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :۔

رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ ط

دل ولایت شد وسیع از ہر دو جہان و دل سرّا سرار است ربّانی واللہ تعالیٰ میفرماید: ہرکہ خواہد مرا دیدن وشناختن دریابد وشناسد مرا از تصور تصرّف اسم اللّٰہ ذات وازصفات کلمات باطل بیرون کشد وبنور ذات برد۔

رُباعی

ہرکہ گردد بخویشتن فانی

آن چون نہ بیند لقای ربّانی

ہرکہ منکر از خدا مردود شد

ہرکہ یابد معرفت محمود شد



ہرکہ خواہد این مراتب اعلیٰ قرب دیدار حق تعالیٰ شب و روز در شریعت بکوشد و برتن لباس شریعت بپوشد ویک موئی خلاف از شریعت نکند ہر آنکس عارف باللہ گردد درمعرفت۔

بدانکہ اُمّت پیروی را گویند وپیروی آنرا گویند کہ شب و روز بپای قدم برقدم حضرت محمدؐ رسول اللہ خود را بحضور مشرّف حضرت محمدؐ سرور کائنات حاضر گرداند۔ از تصور اسم اللّٰہ ذات وباقوّت باطنی وہرکہ صاحب باطن باتوفیق ازطریق تحقیق خود را بحضور مشرّف حضرت محمدؐ سرور کائنات حاضر گرداند۔ حاسدان ازدیدۂ حسد آنرا دیدہ نمی توانند

جو شخص دنیا میں سے باایمان جاتا ہے، وہ (گویا) سینکڑوں خزانے اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور جو شخص یہاں سے بے ایمان ہو کر جاتا ہے، وہ مفلس اور نامراد جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے پروردگار کو اپنے قلب میں دیکھا۔"

دل ایک ولایت ہے، جو دونوں جہان سے وسیع ہے اور دل ایک سرّ اسرار ربّانی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھے دیکھنا یا پہچاننا چاہتا ہے، وہ تصور تصرف اسم اللّٰہ ذات سے مجھے پالیتا ہے اور پہچان جاتا ہے اور صفات وکلمات سے (تصور اسم اللّٰہ ذات) باطل کو دُور کر کے نور ذات کی طرف لے جاتا ہے۔

رُباعی

جو کوئی خود فانی ہو گیا ہو، وُہ دیدار رب کیونکر نہ دیکھے۔

جو خدائے تعالیٰ جل شانہ کا منکر ہو، وہ مردود ہو گیا (اور) جو کوئی معرفت الٰہی پالیتا ہے، وہ قابل تعریف ہُوا۔

جو شخص قرب و دیدار حق تعالیٰ کے یہ اعلیٰ مراتب چاہتا ہے، اُسے دن رات شریعت میں کوشش کرنی چاہیے اور شریعت کا ہی لباس پہننا چاہیے اور ایک بال برابر بھی خلاف شرع کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ ایسا شخص (ضرور بالضرور) معرفت میں عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اُمّت پیروی کو کہتے ہیں اور پیروی کے یہ معنی ہیں کہ دن رات حضرت محمدؐ رسول اللہ کے متواتر قدم بقدم چلیں اور اپنے آپ کو حضرت محمدؐ سرور کائنات کے حضور میں مشرّف کر کے حاضر کریں۔ اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے جسے توفیق حق اور باطنی قوّت حاصل ہے، وہ اپنے آپ کو از طریق تحقیق حضرت محمدؐ سرور کائنات کی خدمت میں حاضر کر سکتا ہے۔ حاسد لوگ اس کو حسد کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتے۔

آن قوم کہ نہ بخود حضورِ مجلس محمدیؐ میروند و آنہا کہ میروند از طریق غیرت وحجت شیطان الرجیم بحیلۂ نفس لئیم مانع شوند، آنہا را از اُمّت مؤمن و مسلمان چہ طور باشند کہ بدتر از گاؤ خر و ستور باشند۔

حدیث

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ [1]

رباعی

ہر کہ بیند روی نبویؐ روز و شب
با علم شد با حیا و با ادب
ترک از دنیا بود عارف کرم
غرق وحدت راز فی اللہ جان منم



شخصی را کہ از غایت حُبّ دنیا و بہ حرص، حسد، طمع و آنچہ مانند ازین ناشایستہ دل مُردہ و افسردہ باشد۔ اگر تمام نص و حدیث و تفسیر بخواند، ہیچ سود ندارد و قول حق حضرت نبی اللہ و قول اصحابؓ و جملہ مشائخؒ با او میگویند با نصیحت و وعظ و پند ہیچ نفع نیارد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی [2]

و این شنوانیدن بآن ازان ہیچ سود ندارد کہ بدتر از قوم نصاریٰ و یہود اہل

[1] مشکوٰۃ شریف
[2] سورہ روم، ۳۰: ۵۲

ایسے لوگ نہ خود حاضرِ مجلس نبویؐ ہوتے ہیں اور جو ہونا چاہتے ہیں، اُن کو بھی شیطانی حجتوں اور نفسانی بدترین حیلوں کے ساتھ از طریقِ غیرت باز رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ بھلا کب مؤمن و مسلمان اور اُمّت محمدیؐ کہلانے کے مستحق ہیں۔ بلکہ وہ تو گدھے، گائے اور ڈھور ڈنگر سے بھی بدتر ہیں۔

حدیث

"جس نے مجھے دیکھا، پس اُس نے ٹھیک اللہ تعالیٰ کو دیکھا، بیشک شیطان میری اور کعبہ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔"

رباعی

جو شخص نبی اکرمؐ کی صورت مبارک دن رات دیکھے، وہ صاحب علم ہوا اور وہ باحیا وباادب ہے۔

دنیا کا ترک کرنا مرد عارف کی بزرگی کا باعث ہے اور جو شخص غرق وحدت ہو کر اسرار الٰہی سے متصف ہو، وہ میری جان (محبوب) ہے۔

جس شخص کا دل دنیاوی محبت کی کثرت، حرص، حسد، طمع اور اسی قبیل کی دیگر مذمومات کی وجہ سے مُردہ اور افسردہ ہوگیا ہو، وہ اگر تمام (علم) نص، حدیث اور تفسیر پڑھتا ہے تو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوگا اور خواہ اُسے جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرامؓ، اور تمام مشائخ عظام علیہم الرحمۃ کے اقوال صادق بطور نصیحت، وعظ اور پند و موعظت سنائے جائیں، تو بھی اُسے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پس تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔"

اور یہ پند و نصیحت اس واسطے اُسے مفید نہیں پڑتی کہ وہ نصاریٰ اور یہود سے

کذب ونفاق ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ [1]

بشرط برآمدن از کفر ونفاق کذب بحکم خدا وباجازت حضرت محمد مصطفیٰ ظاہر نظر عارف باللہ وباطن باتوجہ تفکر بر دل بسیار کلمہ بنویسد کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ دل بہ برکت تاثیر کلمہ طیب نرم وسلیم در جنبش گویائی درآید بیواسطہ از تمام بدن ذکر اللہ بکشاید عجب نباشد کہ کامل مرشد بتوجہ طالب اللہ را از مشرق تا مغرب باجذب بکشد در حضور وبا توجہ تمامیت معرفت برساند وغرق کند فنا فی اللہ ذات نور فرگذرد از ورد وظائف مذکور ۔

ابیات

عارفان را شد عیان زیر زبر
جاودان بر پشت در ناخن نظر
آنچہ می بیند نمیگوید چرا است
پیش احمق راز گفتن صد خطا است
عارفان در تصرف سیم وزر
گنج غیبی را نہ بیند بانظر
وز گنج غیبی در خلق گردد ظہور
باز دارد خلقت از حق حضور
در نظر عارف برابر خاک وزر
بہ بود از کیمیا فقرش نظر

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۸

بھی بڑھ کر صاحب نفاق اور کذب ہوتا ہے ۔

چنانچہ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :۔

"وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہیں پس وہ واپس نہیں لوٹتے"۔

اس کفر ونفاق اور کذب کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے کوئی عارف باللہ ظاہر و باطن میں توجہ اور تفکر سے اس کے دل پر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بکثرت لکھے تاکہ اس کی برکت اور تاثیر سے اس کا دل نرم اور سلیم ہو کر جنبش گویائی میں آئے اور پھر ذکر الٰہی سے تمام بدن بیواسطہ جوش میں آئے۔ کوئی تعجب نہیں کہ اگر مرشد کامل توجہ ہی سے طالب اللہ کو مشرق سے مغرب تک جذب کے ساتھ کھینچ لائے اور معرفت کے انتہائی مقام حضوری پر پہنچا دے اور فنا فی اللہ ذات نور میں غرق کر دے اور ورد وظائف و اذکار سے اُسے فارغ کر دے ۔

ابیات

عارفان الٰہی کو سب کچھ زیر و زبر عیاں (واضح) ہوتا ہے اور تمام جہان کا ہمیشہ کا احوال انکو قدرت خدا سے اپنے ناخن کی پشت پر نظر آتا ہے ۔

وہ جو کچھ دیکھتے ہیں، وہ نہیں کہتے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس واسطے کہ احمقوں کے سامنے راز کی بات کہنا سو خطا اور بڑی غلطی ہے ۔

عارفوں کے تصرف وقبضہ واختیار میں سونا چاندی بھی ہوتا ہے، مگر وہ ایسے بے نیاز ہوتے ہیں کہ وہ غیبی خزانوں کو نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ۔

اور اگر غیبی خزانہ مخلوق کو نظر آجائے، تو اس کی طمع میں خلقت خدا کو بھول جائے ۔

مگر عارف حق کی نظر میں خاک اور زر برابر ہیں۔ اُس کی نظر میں اُس کا فقر کیمیا سے بڑھ کر ہے ۔

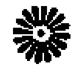
دل غنی اُو بانبیؐ ھر دوام
احتیاجش کس ندارد خاص وعام
گرچہ پرہیز دکند لقمہ گدا
عارفان باللہ حاضر مصطفیؐ
باھُوؒ بہ فقر از بادشاہ ہفت اقلیم
باجمعیت شوق باحق دل سلیم



آری یقین صادق بامرشد کامل تلقین است وطالب بی یقین راکردن تلقین ہیچ سود ندارد، کہ ہرگز رو بوحدانیت نیارد و دوام درقید دنیا نفس از اہل ہوس۔

بیت

کس نہ بینم طالب صادق طلب
طرفہ زد آنرا برم توحید رب



طالب العلم مونس جان است وطالب جاہل ثانی دشمن عدو اللہ بدتر از نفس وشیطان است۔ آہ افسوس ہر کہ خواند علم از برای مقرب شدن بادشاہ ونمیداند کہ علم بہر مقرب شدن معرفت توحید غرق فنا فی اللہ بقا باللہ است۔ فقیر کامل آنست کہ توفیق از طریق تحقیق پنج کلید از قوت قرب اللہ توحید بدست درتصرف دارد ومیداند وطالب اللہ را با ذکر، فکر، ریاضت، ورد وظائف مشغول نگرداند بیکبارگی بحضور معرفت اللہ میرساند۔ این پنج کلید ہر مقامات ذات وصفات درقفل مقام کلید می اندازد و پنج

اس کا غنی (اور بے نیاز) دل ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰؐ کے ساتھ رہتا ہے (اور) وُہ کسی خاص وعام کی احتیاج نہیں رکھتا۔

(اور) اگرچہ وُہ مال و دولت سے پرہیز کر کے فقیرانہ لقمہ (روکھی سوکھی روٹی) کھاتا ہے مگر وہ عارف باللہ ہوتے ہیں اور مجلس نبویؐ سے مشرّف ہوتے ہیں۔

اے باہُوؒ! (یہ) فقر (کی دولت) ہفت اقلیم (تمام عالم) کی بادشاہت سے بڑھ کر ہے۔ تُو اپنی جمعیت شوق کے ساتھ اپنا دل سلیم حق تعالیٰ جلّ شانہٗ سے لگائے (یعنی محبت الٰہی میں مستغرق ہوجا)

ہاں البتہ کامل مرشد کو چاہیے کہ سچے یقین والے مرید کو طالب بنائے اور بے یقین طالب کو تلقین کرنا ہی بے سُود ہے، کیونکہ وہ کبھی وحدانیت کی طرف رُخ نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ دنیا اور نفس کی قید میں رہتا ہے۔ وُہ اہل ہوس میں سے ہے۔

بیت

میں کسی طالب کو بھی صادق طالب نہیں دیکھتا۔ (اگر میں چاہوں تو طالب (صادق) کو پلک جھپکنے کی دیر میں توحید رب کی طرف لے جاؤں۔

طالب علم مونس جان ہے اور طالب جاہل دوسرا دشمن خدا ہے، جو نفس و شیطان سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ افسوس اور صد افسوس کہ لوگ بادشاہ کا مقرب بننے کے لیے تو علم حاصل کرتے ہیں، لیکن وہ نہیں جانتے کہ علم تو معرفت الٰہی کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور غرق فنا فی اللہ بقا باللہ ہونے کے لیے ہے۔ فقیر کامل وہی ہے جس کے ہاتھ میں طریق تحقیق کی توفیق سے قرب الٰہی کی قوت سے پانچ چابیاں رکھتا ہو اور وہ طالب اللہ کو ذکر، فکر، ریاضت اور ورد و وظائف میں مشغول نہ کر کے فوراً اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور میں پہنچا دے۔ ان پانچ چابیوں سے ذات وصفات کے تمام مقامات کے قفل کھل سکتے ہیں۔ (ور وُہ پانچ

کلید عطا اللہ فیض فضل بر اولیاء اللہ اینست :-

اوّل کلید تصور اسم اللہ ذات حضور۔

دوم کلید دعوت باروحانی ملاقات باعیان از قرب اولیاء اللہ اہل قبور۔

سیوم کلید نظر اولیاء اللہ بانظر مدنظر اللہ منظور۔

چہارم کلید تلقین از قرب اللہ مقام فنا فی اللہ خاص الخاص نور۔

پنجم کلید توجہ اولیاء اللہ صفات القلب قالب مغفور۔

این پنج کلید از پنج معرفت اللہ توحید است ۔ فقیر یکہ این راہ حضور کلید نداند، این کامل قادری نباشد، اہل تقلید است از طریقۂ دیگر باشد راہ زن و جاسوس طالبان و مریدان مخنث ۔

کامل قادری آنست کہ می بخشد مذکور بی ذکر حضور ہای می بخشد، بایک توجہ و بایک نظر تصور و بایک نظر تصرّف و بایک نظر تفکر از ابتدا تا انتہا ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔

اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ

میکشاید دیگر واضح باشد و معلوم گردانم طالب صادق را اگر کسی خام با توجہ و یا بہ نظر و یا بہ تصور اسم اللہ ذات و یا بہ ذکر فکر کشف و بہ کرامات با اعتبار و یا بہ دعوت و یا ورد وظائف و یا سنگ ریزہ و یا آنکہ کلوخ خاک و یا آنکہ دیوار خاک و یا آنکہ تمام زمین سیم و زر گردد بایک نظر این مراتب ہم خاک است محروم از باطن معرفت اللہ ناتمام است و اگر کسی بنظر و یا بذکر جہر مثل تپ شب و روز جان سوزد چنانچہ سوزد آتش ہیزم خشک و تپ لرزہ گرمی و دیوانگی و ترک از دنیا و بیزار از فرزندان و مال و نظر کند بر موت احوال و بی خبر از باطن مجلس محمدؐ سرور کائنات وصال و جز از غرق اولیاء اللہ توحید نور حضور ندارد این نیز مرشد خام

چابیاں جو فیض فضل خداوندی سے اولیاء اللہ کو عطا ہوتی ہیں، حسب ذیل ہیں :-

اوّل اسم اللہ ذات کے حضور و تصور کی چابی۔ دوسری اولیاء اللہ اہل قبور کے قرب سے روحانی سے ظاہر املاقات کی چابی۔ تیسرے منظور نظر اولیاء اللہ کی نظر کی چابی۔ چوتھے قرب الٰہی سے تلقین کی چابی، جو مقام فنا فی اللہ خاص الخاص نور سے حاصل ہوتی ہے۔ پانچویں اولیاء اللہ کی توجہ کی چابی، جس سے قالب مغفور اور قلب صفات الٰہی حاصل کرتا ہے۔

یہ پانچوں چابیاں معرفت الٰہی کی توحید سے ہاتھ آتی ہیں، جو فقیر ان چابیوں کی راہ حضور نہیں جانتا، وہ کامل قادری نہیں ہو سکتا، بلکہ اہل تقلید ہے اور کسی اور طریقے میں ہے اور وہ رہزن اور جاسوس ہے۔ اس کے طالب اور مرید مخنث ہیں۔

کامل قادری وُہ ہے جو بے ذکر مذکور کو حضوری عنایت کرے۔ ایک توجہ اور ایک نظر سے تصوّر اور با ایک نظر تصرف اور ایک نظر کے ساتھ تفکر بخش دے تاکہ ابتداء سے لے کر انتہا تک کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہ رہے۔

جب فقر انتہائی مرتبے کو پہنچ جاتا ہے، تو وہی اللہ ہو جاتا ہے، (یعنی ذات میں ذات حل جاتی ہے) طالب صادق پر مزید واضح ہو اور میں ابھی طالب صادق کو معلوم کروانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص توجہ، نظر یا اسم اللہ ذات کے تصور یا ذکر، فکر، کشف و کرامات یا اعتبار، اور یا دعوت یا ورد و وظائف سے کنکر، پتھر، ڈھیلے یا دیوار خاک یا ساری زمین کو ایک نظر سے سونا چاندی بنا دے، تو بھی سمجھو کہ یہ مراتب بھی خام ہیں اور طالب معرفت الٰہی کے باطن سے بالکل محروم و ناتمام ہے اور اگر کوئی شخص نظر اور یا ذکر جہر سے دن رات تپ لرزہ کی طرح جان اسطرح جلائے جیسے آگ سے خشک لکڑی اور تپ لرزہ کی طرح اپنے آپ کو گرم اور دیوانگی کی کیفیت رکھے، دنیا کو ترک کر دے اور بال بچوں اور مال و دولت سے بیزار ہو اور (ہر وقت) موت کے احوالات پر نظر رکھے، لیکن باطن میں مجلس نبویؐ اور اولیاء اللہ کی ملاقات اور نور توحید حضور سے بے بہرہ ہو، سمجھ لو کہ وہ مُرشد بھی ابھی خام ہے اور اس

وطالب اُو ناتمام۔ اگر کسی را بانظر از عرش تا تحت الثریٰ و از ماه تا ماهی تماشا بهر طبقات در نظر طالب معائنه گردد و لوح محفوظ دوام در مطالعۂ او باشد۔ این نیز مقام ناسوت است۔ طالب آن بی خبر از معرفت توحید لاهوت لامکان که ناسوت مقام تقلید است۔

بیت

باھوؒ تقلید را بگذار توحیدش طلب
تا شوی واصل خدا عرفان ربّ

و اگر کسی خواهد که وقت مُردن عاقبت بالخیر و خاتمه بالخیر و سلامتی ایمان ازین جهان میرود، آنرا چه علاج است؟ علاج اینست که علماء عامل و فقیر کامل غریب و مسکین یکجا جمع کند و بنظر اللہ و بارواح مبارک حضرت محمدؐ رسول اللہ طعام بپزد و صاحب طعام غسل کند و دوگانه نماز بارواح حضرت نبی اللہ بخواند۔ بعدہٗ طعام مسلمانان را بخوراند و در جماعت نشسته بگوید که ای مسلمانان! من از سر نو مسلمان میشوم و باعتقاد و بالیقین از گناه صغیره و کبیره استغفار بخواند تائب شود۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۞[1]

حدیث

لِكُلِّ شَيْءٍ حِيْلَةٌ وَحِيْلَةُ الذُّنُوْبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ط

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۲۲

کا طالب نامکمل ہے۔ اگر کوئی شخص نظر سے طالب کو عرش سے تحت الثریٰ تک اور ماہ سے ماہی تک کے سارے مقامات و طبقات کی سیر اور معائنہ کرا دے اور لوح محفوظ ہمیشہ اس کے مطالعہ میں رہے تو بھی سمجھو کہ وہ ابھی مقام ناسوت میں ہے اور اس کا طالب معرفت اور توحید، لاہوت اور لامکان سے بے خبر ہے، کیونکہ ناسوت مقام تقلید ہے۔

بیت

اے باھوؒ! تو ظاہری تقلید کو چھوڑ دے اور اس کی "توحید" طلب کر، تاکہ تو عرفان رب حاصل کر کے واصل بحق ہو جائے۔

اور اگر کوئی شخص چاہے کہ مرنے کے وقت اس کی عاقبت اور خاتمہ بالخیر ہو اور میں ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس دنیا سے جاؤں تو اس کا کیا علاج ہے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ عامل علماء، کامل فقراء اور مساکین اور غرباء کو جمع کر کے نظر اللہ و نیاز جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھانا پکائے اور صاحب طعام غسل کر کے دوگانہ نماز ادا کرے۔ اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو بخشے۔ پھر مسلمانوں کو کھانا کھلائے اور مجلس میں بیٹھ کر کہے کہ اے مسلمانو! میں از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور اعتقاد اور یقین کے ساتھ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر استغفار پڑھے اور توبہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"بے شک توبہ کرنے والے اللہ کو پسند آتے ہیں اور گندگی سے بچنے والوں کو وہ دوست رکھتا ہے۔"

حدیث

"ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی حیلہ ہوا کرتا ہے، سو گناہوں کے لیے حیلہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا ہے۔"

وبعدازان یک کس ازان جماعت مسلمانان استاده شود ودوکس دیگر مسلمانان راگواه کند وبگوید ای مسلمانان! شما گواه باشید که این صاحب طعام تائب را که امانت من است ومن بحوالهٔ الله کرده ام پس وقتیکه این از دنیا نقل کند بلاحساب وبلاعذاب وبلاکتاب من این امانت الله تعالیٰ وهم گواه وهم امانت وهم باجمیع جماعت مسلمانان راسلامت داخل الجنت شوم وهریکی مقدار هزار بار استغفار وهزار بار کلمهٔ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بخواند۔

حدیث

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَاحِسَابٍ وَّبِلَاعَذَابٍ[1] وَعْدَهُ اللّٰهُ الْحَقُّ اِنَّهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتْبَاعِهِ اَجْمَعِيْنَ ۝

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

[1] مشکوٰۃ شریف

بعدازاں ان مسلمانوں کی جماعت میں سے ایک کھڑا ہو جائے اور دو اور کو اٹھا کر گواہ بنا کر کہے کہ اے مسلمانو! تم میرے گواہ رہنا کہ یہ صاحب طعام تائب ہوتا ہے. اور میری امانت میں ہے اور میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں پس جس وقت کہ یہ دنیا سے رحلت کرے، تو بلا حساب وکتاب اور بلا عذاب اللہ تعالیٰ کی یہ امانت تمام مسلمانوں کے ساتھ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔ پھر ان میں سے ہر ایک ہزار بار استغفار اور ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے۔

۱ حدیث

"جس نے کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ وہ بغیر حساب (وکتاب) وعذاب جنت میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ بیشک وعدے کے برخلاف نہیں کرتا۔"

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَ اَتْبَاعِهِ اَجْمَعِيْنَ ۝

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	دیباچہ	۵
۲	سلطان العارفین حضرت سلطان باہو ؒ کے مختصر سوانح حیات	۷
۳	حمد و نعت	۱۴
۴	شرح توجہ و نظر و معرفت و توحید و جمعیت و قرب و حضور و فنا و بقا و دیدار لقاء و دوام مجلس محمدؐ مصطفیٰ ؐ	۳۶
۵	اولیاء اللہ کے مراتب اور "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کی شرح	۵۵
۶	خاتمہ بالخیر ہونا	۱۴۶
۷	حضرت سلطان باہو ؒ کی دیگر مطبوعات	۱۶۸

دیباچہ

"تیغ برہنہ" "کلید التوحید خورد" "گنج الاسرار" "عین الفقر" اور "مجالستہ النبیؐ" کے بعد فضل اللقاء سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی چھٹی نثری قلمی فارسی تصنیف ہے، جو حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و شرح کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔

فضل اللقاء کے قلمی نسخہ کو ترتیب دیتے وقت کاتب محمد دین ولد میاں جیلانی بخش قریشی کے قلمی نسخہ کو جو ۲۵ جمادی الاول ۱۲۹۸ھ میں تحریر کیا گیا تھا پیش نظر تمام قلمی نسخوں میں سے نسبتاً سب سے قدیم ہونے کی وجہ سے متن قرار دیا گیا ہے۔

کاتب موصوف نے یہ نسخہ بقول خود اس کے بغداد شریف میں نزد روضۂ غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز لکھا تھا۔

جیسا کہ اس سے پیشتر بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ نے سو سے زائد فارسی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن میں سے اکثر آجکل نایاب ہیں۔ سردست تقریباً چالیس مخطوطات دستیاب ہیں، جن کو اکیڈمی مرتب کر کے اردو تراجم و تشریحات کے ساتھ شائع کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی کا قیام ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا تھا۔ جناب صاحبزادہ سلطان حمید اس کے پہلے سربراہ مقرر ہوئے۔ حسب دلخواہ تحقیقی کام اگرچہ اب تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا، تو اس کی ایک بڑی وجہ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے، جن میں مالی نوعیت کا مسئلہ اب بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ سلطان العارفینؒ کے آثار پر تحقیق، ترجمہ، تشریح، تدوین اور اشاعت کے کار خیر میں اکیڈمی سے مکمل تعاون فرمائیں اور دینی جذبۂ خدمت سے سرشار ہو کر اشاعت دین کی

جدوجہد میں ہمارے قدم بقدم چلیں۔

آخر میں بارگاہ ربّ العزّت میں دستِ بدعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو تشنگانِ بادۂ معرفت کے لیے موجبِ ہدایت اور ناچیز کے لیے توشۂ آخرت بنائے اور احقر کو اپنے پیرومرشد کے نقشِ قدم پر چلنے اور اُن کے عظیم مشن کو جاری و ساری رکھنے کی لگن میں باقی ماندہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "آمین"۔

طالبِ دُعا

نسیم

۱۴۴ اجی، گلشن راوی، لاہور

۲۵ فروری ۱۹۹۵ء